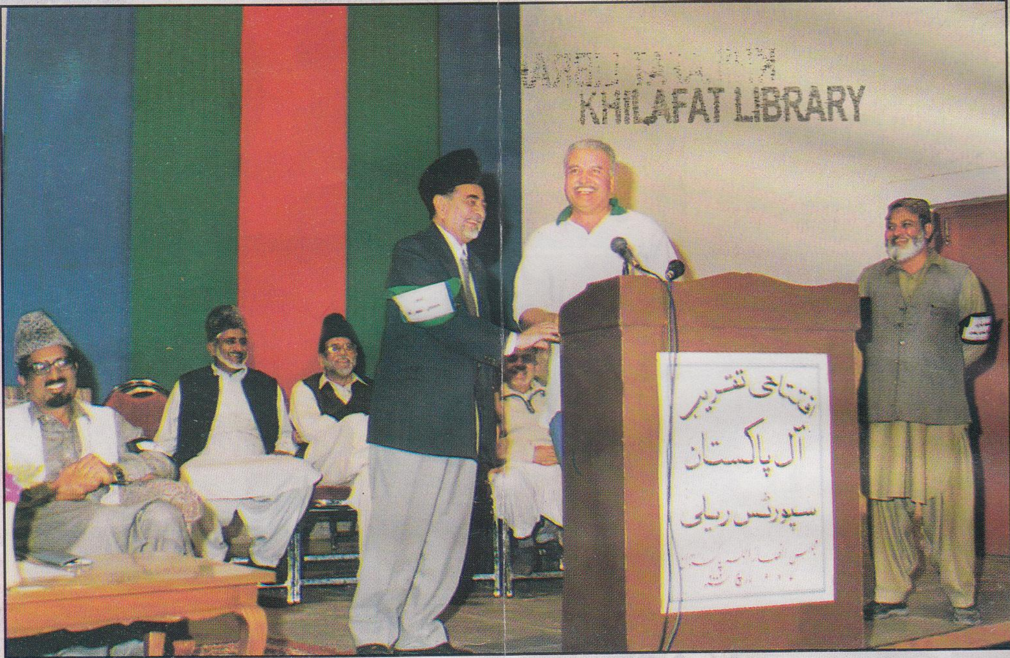
ماہنامہ
انصاراللہ

شہادت ۱۳۸۱ ہش
اپریل ۲۰۰۲ء

ایڈیٹر
نصراللہ خاں ناصر

مجلس انصاراللہ پاکستان کی چوتھی سپورٹس ریلی ۲۰۰۲ء

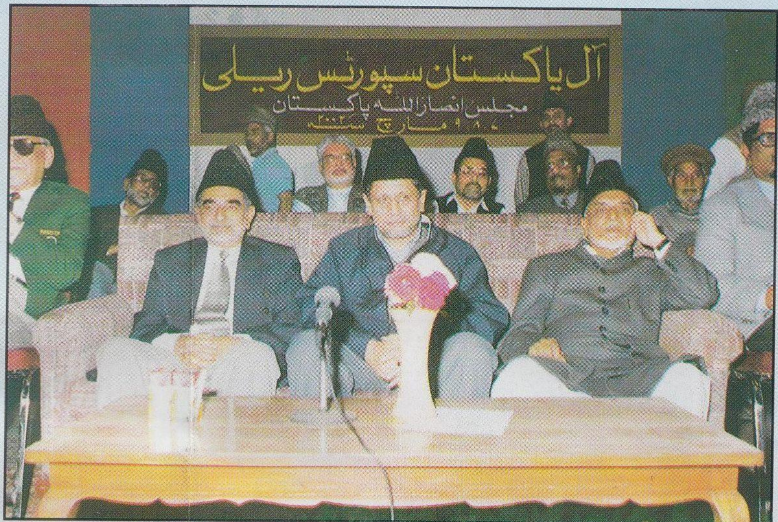


محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب صدرِ مجلس
کے ارشاد پر ڈاکٹر طارق حبیب ملک صاحب آف لاہور سپورٹس ریلی کا افتتاح کر رہے ہیں۔



افتتاحی تقریب میں شریک احباب کرام

سپورٹس ریلی ۲۰۰۲ء کی اختتامی تقریب



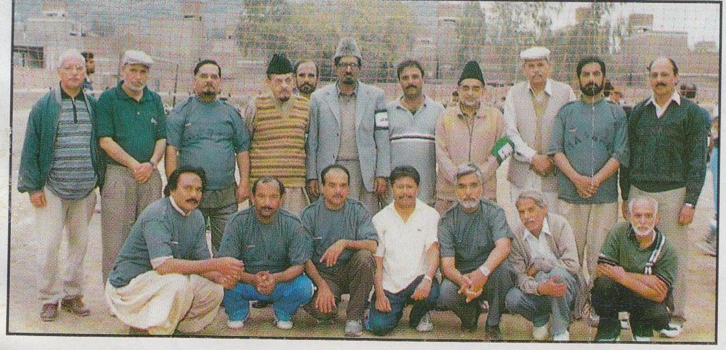
مہمان خصوصی
محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد ناظر اعلیٰ و امیر مقامی
صدارت فرما رہے ہیں۔



تقریب کے شرکاء



سپورٹس ریلی کے کھلاڑی مہمان خصوصی کے ساتھ



مجلس انصاراللہ کراچی کے کھلاڑی صدرِ محترم کے ساتھ

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ انصار اللہ

ایڈیٹر: نصر اللہ خاں ناصر

شہادت ۱۳۸۱ ھش - اپریل ۲۰۰۲ء

جلد نمبر ---------------- ۴۳

شمارہ نمبر ---------------- ۴

نائبین: پروفیسر محمد اسلم صابر، جاوید احمد جاوید، ریاض محمود باجوہ

اس شمارہ میں

پبلشر: عبد المنان کوثر

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی **ربوہ** (چناب نگر)

ڈیزائن و کمپوزنگ: صداقت احمد محمودؔ

شرح چندہ (پاکستان)

سالانہ: ---------------- ایک سو روپے

قیمت فی پرچہ: ---------------- دس روپے

اداریہ

امن وسلامتی کی راہ

دورِ حاضر کا معاشرہ مشرقی ہو یا مغربی، مذہبی دنیا ہو یا غیر مذہبی، دولت مند ہو یا مفلس اور غریب، دنیوی عیش و آرام میں مست ہو یا فاقہ مستی سے حواس باختہ جو نان جویں کو ترس رہا ہو- امن وسلامتی کی راہ سے ہٹا ہوا ہے بلکہ اس سے بہت دور ہے- آخر اس کی وجہ اور سبب کیا ہے- فلاسفہ اور مفکرین نے ضرور سوچا ہے- اور ہر دور میں یہ لوگ اپنی سوچوں میں غلطاں رہے ہیں- مفکر کی سوچ تو درست سمت تھی مگر وہ مدبر نہ تھا راہنما نہ تھا اپنے عمل سے کوئی نمونہ نہ دے سکتا تھا تو نتیجہ ظاہر ہے کہ مفکرِ مشرق ہو یا مغرب- سب کی فکری صلاحیتیں ناکام ہوئیں اور ان کے ''خوبصورت الفاظ'' سے مزین Quotations جذبات کی عارضی تسکین کا موجب بنے اور پھر جلد ہی هَبَآءً مَّنثُورًا ہو گئے-

مامورین الٰہی جو مخلوق خدا کی اصلاح و راہنمائی کے لئے آئے انہوں نے اپنے دور کے انسان کو عرفان دیا اور مذہب کو سکینت کا ذریعہ بتایا مگر جب حقیقی مذہب دینِ کامل کے طور پر آیا تو اس نے حقیقی امن و آشتی اور محبت وسلامتی کی راہ دکھائی- یہ ایک بیّن حقیقت ہے کہ مذہب دو حصوں پر مشتمل ہے- یعنی مذہب کے اجزائے ترکیبی حقوق اللہ اور حقوق العباد ہیں اور دونوں کا تعلق بڑا گہرا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں- حقوق اللہ جن کا تعلق عبادات سے محبت الٰہی کا حصول ہے وہ ادا نہیں ہو سکتے جب تک حقوق العباد یعنی بندوں اور مخلوق خدا کے حقوق ادا نہ کئے جائیں- اور ایسا انسان ''مَنْ لَا یَرحَمْ لَا یُرحَمْ'' یعنی جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا کا مورد بن جاتا ہے یہ عبادات ہی ہیں جو صفات باری تعالیٰ کے زینوں پر لے جاتی ہیں یہاں تک کہ ایک عابد وزاہد بندہ اپنے خالق و مالک کے وجود میں فنا ہو کر اس کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے- دینِ حق نے یہی تعلیم دی ہے کہ ''تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ'' یعنی اللہ تعالیٰ کے اخلاق و عادات کو اپنے اندر پیدا کرو یہی صِبْغَۃُ اللّٰہ ہے جس کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے قلب صافی میں منعکس کرو- اس ذریعہ سے ہی حقیقی امن وسلامتی اور سچی خوشحالی کے چشمے جاری ہیں جن سے ماموز زمانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بنی نوع انسان کو سیراب کیا ہے- حضرت اقدسؑ نے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی ایک یہ شرط رکھی- فرمایا:

''...... عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا-'' (تبلیغ رسالت جلد اول)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلہ احمدیہ کی عمارت کے لئے بنیادی اینٹ عام خلق اللہ کی ہمدردی پر

رکھی ہے اور پھر بکثرت خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کا سبق دیا ہے- آپ فرماتے ہیں :

''باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بے مہری چھوڑ دو اور ایک ہو جاؤ- قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں ایک توحید و محبت و اطاعت باری عزّ اسمہٗ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور بنی نوع کی-'' (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۵۰)

''......جب تک انسان خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہ رکھے اور ان ہر دو حقوق کی پوری تکمیل نہ کرے بات نہیں بنتی ......حقوق بھی دو قسم کے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد اور حقوق العباد بھی دو قسم کے ہیں- ایک وہ جو دینی بھائی ہو گئے ہیں خواہ وہ بھائی ہے یا باپ ہے یا بیٹا- مگر ان سب میں ایک دینی اخوت ہے اور ایک عام بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی ہے...... بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا-'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۹۶-۹۷ جدید ایڈیشن)

''......اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو- غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ-''

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۱)

''......میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں...... مجھے حکم دیا گیا ہے کہ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے سچائی کو دنیا میں پھیلاؤں- میں اس بات کا مخالف ہوں کہ دین کے لئے تلوار اٹھائی جائے اور مذہب کے لئے خدا کے بندوں کے خون کئے جائیں- اور میں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے ان تمام غلطیوں کو......دور کردوں اور پاک اخلاق اور بُردباری اور حلم اور انصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف ان کو بلاؤں- میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے......اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول-

...... ہر ایک چیز اپنی نوع سے محبت کرتی ہے یہاں تک کہ چیونٹیاں بھی اگر کوئی خودغرضی حائل نہ ہو- پس جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اس کا فرض ہے کہ سب سے زیادہ محبت کرے- سو میں بنی نوع انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں- ہاں ان کی بدعملیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم

کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کنجی ہے وہ جوش محبت سے نوع انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں ......''

(اربعین نمبر ا روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۳۴۳-۳۴۵)

''خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خُلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں ......''

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۳)

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو الہام الٰہی ''امن است در مکانِ محبت سرائے ما'' کے ذریعہ امن کا گہوارا قرار دیا گیا۔ آپ نے اعلان فرمایا:

''...... میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجا لاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں۔ اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہوا ہے۔ ...... مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے۔ اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدردِ نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریقہ ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں۔ اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور فرشتے مدد کے لئے اُترتے ہیں۔ ......''

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۴)

''اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت در پیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی ......''

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۴)

حضرت اقدسؑ نے اپنی ان تعلیمات کے ذریعہ امن و سلامتی کی راہ دکھائی ہے۔ یہی وہ راہ ہے جس پر چل کر آج کا انسان امن و سلامتی کے حصار میں داخل ہو سکتا ہے۔

ہمارا قومی فریضہ: یتیم بچوں کی پرورش ہمارا قومی فریضہ ہے۔ اس فرض کی ادائیگی کے لئے ''سیکرٹری کمیٹی کفالتِ یکصد یتامیٰ دار الضیافت ربوہ'' سے رابطہ کریں۔

امام الکلام

ہمدردی کے جوش کا اصل محرک

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنی نوع انسان سے اپنی محبت اور ہمدردی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے۔ اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے۔ اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا۔ اور سچا ایمان اس پر لانا۔ اور سچی محبت کے ساتھ اُس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اُس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں۔ اور سچائی اور یقین کے جواہر ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامنِ استعداد پُر ہو جائیں۔

ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز اپنی نوع سے محبت کرتی ہے یہاں تک کہ چیونٹیاں بھی اگر کوئی خود غرضی حائل نہ ہو۔ پس جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اس کا فرض ہے کہ سب سے زیادہ محبت کرے سو میں نوع انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ ہاں ان کی بدعملیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور فسق اور بغاوت کا دشمن ہوں کسی کی ذات کا دشمن نہیں۔ اس لئے وہ خزانہ جو مجھے ملا ہے جو بہشت کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کنجی ہے۔ وہ جوش محبت سے نوع انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں اور یہ امر کہ وہ مال جو مجھے ملا ہے وہ حقیقت میں از قسم ہیرا اور سونا اور چاندی ہے۔ کوئی کھوٹی چیزیں نہیں ہیں بڑی آسانی سے دریافت ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ ان تمام دراہم اور دینار اور جواہرات پر سلطانی سکہ کا نشان ہے۔ یعنی وہ آسمانی گواہیاں میرے پاس ہیں جو کسی دوسرے کے پاس نہیں ہیں۔'' (اربعین نمبر ا روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۴۴-۳۴۵)

کلام الامام

روحانی کمالات؟

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی......خطبہ جمعہ ۲۰ جون ۱۹۲۴ء میں فرماتے ہیں:

(قُلْ اِنَّ صَلوٰتِیْ...... الخ- ناقل)''...... جب کوئی انسان اس آیت کا لفظ صَلوٰتِیْ کہتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ میری ہر قسم کی عبادتیں جو مانگنے کے لئے کی جاتی ہیں اور روحانی ضروریات کے پورا کرنے کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں- وہ خدا ہی کے لئے ہیں- میری تمام روحانی ضروریات پوری کی جائیں-

پھر اس کے بعد نُسُکِیْ فرمایا ہے- نُسُک ان عبادات کو کہتے ہیں- جن میں انسان خدا تعالیٰ سے کچھ مانگنے کی بجائے اس کے حضور کچھ پیش کرتا ہے نُسُکِیْ کہہ کر بندہ یہ کہتا ہے کہ اے خدا میں تیرے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں- پس اِنَّ صَلوٰتِیْ وَ نُسُکِیْ کے یہ معنے ہوئے کہ یہ الفاظ کہنے والا خدا تعالیٰ کے حضور کہتا ہے کہ تمام عبادتیں جن میں میں کچھ مانگتا ہوں یا وہ تمام عبادتیں جن میں میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں وہ سب رب العالمین کے لئے ہیں-

پھر اس کے بعد مَحْیَایَ کہتا ہے- یعنی یہ کہ میری زندگی بھی خدائے رب العالمین کے لئے- تو مَحْیَایَ کہہ کر انسان یہ ظاہر کرتا ہے کہ میرا وہ عملی حصہ جس میں میں باہر سے دوسری چیزوں کو اپنے اندر جذب کرتا ہوں- وہ بھی خدا کے لئے ہے- پس جس طرح انسان اپنی جسمانی زندگی کے لئے پانی اور غذا کا محتاج ہے- اور ان کو اپنے اندر داخل کرتا ہے- اسی طرح اپنی روحانی زندگی کے لئے صَلوٰۃ کا محتاج ہے- پھر نُسُکِیْ کے مقابل مَمَاتِیْ بیان کیا یعنی بندہ کہتا ہے- میں اپنی جان بھی خدا کے ہی سپرد کرتا ہوں-

پس اس آیت میں روحانی ترقیات کا ایک گر بتایا گیا ہے اور یہ بیان کیا گیا ہے- انسان کی روحانی ترقیات اور تکمیل کے لئے ۳ دورے ضروری ہیں- پہلے تو یہ کہ انسان خدا سے وہ سامان طلب کرے جن کے ذریعہ روحانی ترقی کر سکتا ہے اور یہ صلوٰۃ کے ساتھ حاصل ہو سکتی ہیں- انسان خدا کے ساتھ تعلق قائم ہونے کے لئے دعائیں کرے- پھر جب اس پر فضل ہونے شروع ہو جائیں تو نُسُکِیْ کہے- یعنی جو کچھ خدا نے دیا- اسے خدا کے لئے ہی خرچ کرے- پھر اتنا ہی کافی نہ سمجھے- بلکہ مَحْیَایَ- اپنی زندگی کی ہر ایک حرکت خدا ہی کے لئے کر دے- اور پھر انتہا یہ کہ مَمَاتِیْ اپنی موت بھی خدا ہی کے لئے قرار دے اور خدا کے لئے موت قبول کرنے کے لئے بھی تیار رہے اور خدا کی مخلوق کو خدا تک پہنچانے کے لئے اپنی جان کی بھی پروا نہ کرے-''

(خطبات محمود جلد ۸ صفحہ ۴۳۸-۴۳۹)

عربی منظوم کلام

اُرَبّٰی بِفَضْلِ اللّٰهِ فِیْ حَجْرِ لُطْفِهٖ وَفِیْ كُلِّ مَیْدَانٍ اُعَانُ وَاُنْصَرُ

میں خدا کی کنارِ عاطفت میں پرورش پا رہا ہوں - اور ہر ایک میدان میں مدد دیا جاتا ہوں

وَقَدْ خَصَّنِیْ رَبِّیْ بِفَضْلٍ وَّرَحْمَةٍ وَّنَصْرٍ وَّتَائِیْدٍ وَّ وَحْیٍ یُّكَرَّرُ

اور میرے رب نے اپنے فضل اور رحمت سے مجھے خاص کر دیا - اور نیز تائید اور نصرت اور متواتر وحی سے مجھے مخصوص فرمایا ہے

سَقَانِیْ مِنَ الْاَسْرَارِ كَاسًا رَوِیَّةً هَدَانِیْ اِلٰی نَهْجٍ بِهِ الْحَقُّ یَبْهَرُ

مجھے وہ پیالہ پلایا جو سیراب کرنے والا ہے - اور اس راہ کی مجھے ہدایت کی جس کے ساتھ حق چمکتا ہے

وَ نَحْنُ كُمَاةُ اللّٰهِ جِئْنَا بِاَمْرِهٖ حَلَلْنَا بِلَادَ الشِّرْكِ وَاللّٰهُ یَخْفُرُ

ہم خدا کے سوار ہیں - اُس کے حکم سے آئے ہیں - اور شرک کے شہروں میں ہم داخل ہوئے ہیں اور خدا رہنمائی کر رہا ہے

اَقُوْلُ وَلَا اَخْشٰی فَاِنِّیْ مَسِیْحُهٗ وَلَوْ عِنْدَ هٰذَا الْقَوْلِ بِالسَّیْفِ اُنْحَرُ

میں بے دھڑک کہتا ہوں کہ میں خدا کا مسیح موعود ہوں - اگرچہ میں اس قول پر تلوار سے قتل بھی کیا جاؤں

وَقَدْ جَاءَ فِی الْقُرْاٰنِ ذِكْرُ فَضَائِلِیْ وَ ذِكْرُ ظُهُوْرِیْ عِنْدَ فِتَنٍ تُثَوَّرُ

اور میرے فضائل کا ذکر قرآن میں موجود ہے - اور میرے ظہور کا ذکر بھی پُر آشوب زمانہ میں ہونا لکھا ہے

وَمَا اَنَا اِلَّا مُرْسَلٌ عِنْدَ فِتْنَةٍ فَرُدَّ قَضَاءَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ تَقْدِرُ

اور میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں - پس خدا کے حکم کو تُو بدل دے اگر تجھے قدرت ہے

تَخَیَّرَنِی الرَّحْمٰنُ مِنْ بَیْنِ خَلْقِهٖ لَهُ الْحُكْمُ یَقْضِیْ مَایَشَاءُ وَیَاْمُرُ

خدا نے مجھے اپنی مخلوقات میں سے چُن لیا ہے - حکم اسی کا حکم ہے جو چاہے کرے

(اعجاز احمدی - روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۶۹-۱۷۰)

فارسی منظوم کلام

راہِ حق بر صادقاں آساں تر است　　ہر کہ جوئید دامنش آید بدست

صادقوں کے لئے خدا کا راستہ بہت آسان ہے جو خدا کو ڈھونڈتا ہے تو خدا کا دامن اس کے ہاتھ میں آجاتا ہے

ہر کہ جوئید وصلش از صدق و صفا　　رہ دہندش سُوئے آں ربّ السماء

جو بھی صدق وصفا کے ساتھ اُس کا وصل چاہتا ہے اُس کے لئے آسمانوں کا خدا وصل کا راستہ کھول دیتا ہے

صادقاں را مے شناسد چشمِ یار　　کید و مکر ایں جا نمے آید بکار

یار کی نظر سچوں کو پہچان لیتی ہے مکر اور چالاکی یہاں کام نہیں آتی

صدق مے باید برائے وصلِ دوست　　ہر کہ بے صدقش بجوید حمقِ اوست

دوست کے وصل کے لئے صدق درکار ہے جو بغیر صدق کے اُسے ڈھونڈتا ہے وہ بے وقوف ہے

صدق ورزے در جنابِ کبریا　　آخرش مے یابد از یُمنِ وفا

خدا کے حضور صدق کو اختیار کرنے والا آخر کار اپنی وفا کی برکت سے اسے پالیتا ہے

صد درے مسدود بکشاید بہ صدق　　یارِ رفتہ باز مے آید بہ صدق

سینکڑوں بند دروازے صدق کی وجہ سے کھل جاتے ہیں۔ گیا ہوا دوست صدق کی وجہ سے پھر آجاتا ہے

صدق ورزاں را ہمیں باشد نشاں　　کز پئے جاناں بکف دارند جاں

سچوں کی یہی علامت ہے کہ معشوق کی خاطر ان کی جان ہتھیلی پر ہوتی ہے

دوختہ در صورتِ دلبر نظر　　وز ثناء سَبِّ مردم بے خبر

دلبر کی صورت پر ان کی ٹکٹکی لگی ہوتی ہے اور لوگوں کی تعریف اور سب دشتم سے وہ بے خبر ہوتے ہیں۔

(سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۹۹)

قراردادِ تعزیت

ہم جملہ ممبران صدر انجمن احمدیہ پاکستان محترم جناب چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، چوہدری صاحب مرحوم کی اہلیہ محترمہ، آپ کے بیٹوں، بیٹیوں اور دیگر اعزہ و اقارب سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں اپنے مقامِ قرب سے نوازے۔

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے چوہدری صاحب کو کئی حیثیتوں سے خدمات سلسلہ کی توفیق و سعادت میسر آئی ۱۹۴۲ء میں جب آپ حکومت ہند کے مرکزی سیکریٹریٹ میں ملازم تھے، آپ نے زندگی وقف کی جسے حضرت مصلح موعود...... نے منظور فرمالیا۔ اپریل ۱۹۴۵ء میں آپ کا تقرر بطور مبلغ ہوا۔ دارالواقفین قادیان میں رہ کر تربیت پائی اور دسمبر ۱۹۴۵ء میں آپ کو بطور مبلغ انگلستان بھجوایا گیا جہاں جنوری ۱۹۴۶ء میں آپ امام (البیت) فضل لندن مقرر ہوئے۔ فروری ۱۹۴۹ء میں واپس پاکستان تشریف لانے پر آپ کا تقرر بطور اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری ہوا۔ اس دوران آپ کو حضرت مصلح موعود...... کے ساتھ سندھ اور کوئٹہ کے سفروں میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔

جنوری ۱۹۵۰ء میں آپ کی تبدیلی جامعۃ المبشرین میں بطور معلم و متعلم کی گئی۔ جون ۱۹۵۰ء میں آپ دوبارہ بطور امام (البیت) فضل لندن انگلستان تشریف لے گئے۔ ۱۹۵۵ء میں واپسی پر کچھ عرصہ بطور قائمقام وکیل التبشیر خدمات سرانجام دینے کے بعد آپ کی تبدیلی مستقل طور پر صدر انجمن احمدیہ میں کر دی گئی اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب...... ناظر اصلاح وارشاد کے نائب کے طور پر آپ کا تقرر ہوا۔

صدر انجمن احمدیہ میں آپ کی خدمات کا دور لمبے عرصہ پر پھیلا ہوا ہے۔ خلافت ثانیہ میں آپ قائمقام ناظر اصلاح وارشاد، ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد اور ناظر زراعت کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔

خلافت ثالثہ میں آپ کو ناظر زراعت، ناظر صنعت وتجارت اور پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر خدمات کی توفیق ملی، اس حیثیت میں آپ کو متعدد بیرونی ممالک کے سفروں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی ہمراہی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ۱۹۷۱ء سے ۱۹۸۳ء تک آپ نے بحیثیت ناظر امور عامہ اور امور خارجہ خدمات سرانجام دیں اور ۱۹۷۴ء کے پُر آشوب دور میں آپ نے نظارت امور عامہ سے متعلق ذمہ داریاں نہایت حسن وخوبی سے نبھائیں۔

۱۹۸۳ء سے ۱۹۹۵ء تک آپ ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ووقف عارضی رہے۔ اگست ۱۹۹۵ء میں آپ کا تقرر بطور ایڈیشنل ناظر اعلیٰ ہوا اور دسمبر ۱۹۹۷ء سے وفات تک آپ صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

صدق سے بھری ہوئی رُوحیں

رفقائے حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہؑ کا صدق ووفا

اطاعت ومحبت اور خدمت دین میں سرشار وجود

(۲)

ازقلم: نصراللہ خاں ناصر (ایڈیٹر)

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ذریعہ جو روحانی انقلاب اور پاک تبدیلی آپ کے رفقاء میں پیدا ہوئی وہ حضرت اقدس کی سیرت طیبہ اور قوتِ قدسیہ کی عکاسی کرتی ہے۔ اسی ناطہ سے ان عظیم الشان پاکیزہ تاثیرات کا ذکر کیا جارہا ہے۔

○ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ...... کا اخلاص ووفا

حضرت اقدس علیہ السلام کے صادق الایمان محبوں کی استقامت اور اطاعت ومحبت قابل رشک تھی۔ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والا ایسا ہی ایک مبارک وجود حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحب ...... کا ہے۔ جو عین جوانی میں دنیوی خواہشات وعلائق کو ترک کرکے ہمیشہ کے لئے اپنے آقا کے قدموں میں آگئے اور پھر انتہا درجہ کی دینی خدمات میں مصروف رہے یہاں تک کہ اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ اس محب خالص خادم کی اور اس کے شفیق آقا کی باہمی محبت کا بھی عجیب رنگ نظر آتا ہے جسے حیطہ تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔ تاہم سطور ذیل میں اس کی ایک جھلک ہدیہ قارئین کی جارہی ہے۔

حضرت اقدسؑ کی بیعت کا شرف حاصل ہونا: حضرت مولانا عبدالکریم صاحب ...... کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ابتدائی ملاقات مارچ ۱۸۸۸ء میں ہوچکی تھی (تاریخ احمدیت جلد دوم) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ...... کے نزدیک آپ نے بیعت اولیٰ کے موقعہ پر ہی بیعت کر لی تھی جس کی تصدیق حضرت مفتی محمد صادق صاحب ...... کے بیان سے بھی ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں کہ:

> ''حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ السلام) نے مولوی نورالدین صاحب ...... کو بلایا اور ان کے ہاتھ میں مولوی عبدالکریم صاحب کا ہاتھ رکھا اور ان ہردو کو اپنے ہاتھ میں لیا اور تب ان سے (مولوی عبدالکریم صاحب سے۔ ناقل) بیعت کے الفاظ کہلوائے'' (ذکرِ حبیب صفحہ ۹)

اضطراب سے یقین کامل تک کا سفر: حضرت اقدس کی بیعت کا شرف پاکر آپ ایک اضطراب اور بے چینی سے نکلے اور یقین و معرفت کی ایک پاک تبدیلی حاصل کی آپ فرماتے ہیں:-

''......بے قراری اور اضطراب میں میری عمر کا ایک بڑا حصہ گزر گیا یہاں تک کہ حضرت مولوی نورالدین کے طفیل سے امام الزمان، نور مرسل اور خلیفۃ اللہ کی صحبت نصیب ہوئی -

حضرت مولانا نورالدین کو تو بہت برس پیشتر براہین احمدیہ کے اشتہار کے ایک پرچہ نے اس نور کا پتہ دے دیا تھا اور اس وقت ہمارے آقا و امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابھی گوشہ گزیں تھے اور کجدار و مریض دنیا میں ہنوز قدم نہ رکھا تھا -

غرض مولوی صاحب نے مجھے امام الزمان کے متعلق فرمایا چونکہ مولوی صاحب کے ساتھ ایک خاص محبت اور ان پر اعلیٰ درجہ کا حُسنِ ظن تھا میں نے مان لیا مگر وہ بصیرت اور معرفت نصیب نہ ہوئی -

مارچ ۱۸۸۸ء کا ذکر ہے کہ حضرت امام نے بیعت کا اشتہار شائع کیا اور مولوی صاحب (نورالدین - ناقل) لدھیانہ تشریف لے گئے اور مجھے بھی ساتھ لے گئے میں صاف کہوں گا کہ میں اپنی خوشی سے نہیں گیا بلکہ زور سے ساتھ لے گئے ان دنوں میں بیعت کرنے کا اول فخر مولوی صاحب کو ہوا مگر میں اس وقت بھی اڑ گیا اور روح میں کشائش اور سینہ میں انشراح نہ دیکھ کر رکا - مولوی صاحب کے اصرار اور الحاح سے بیعت کر لی - یہ سچا اظہار ہے شاید کسی کو فائدہ پہنچے - اس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دل و روح میں ایک تبدیلی پیدا ہونی شروع ہوئی میں نے اس دوا کو جس کا میں ایک عرصہ دراز سے جویاں تھا قریب یقین کیا - میرے دل میں ایک سکینت اترتی ہوئی محسوس ہوتی تھی اور دل میں ایک طاقت اور لذت آتی معلوم ہونے لگی -'' (الحکم ۳۱ - اکتوبر ۱۸۹۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے نتیجہ میں آپ کے اندر جو پاک تبدیلی پیدا ہوئی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس نے آپ کی وفات پر فرمایا:

''جب اوائل میں میرے پاس آئے تھے تو سید احمد کے معتقد تھے کبھی کبھی ایسے مسائل پر میری ان کی گفتگو ہوتی جو سید احمد کے غلط عقائد میں تھے اور بعض دفعہ بحث کے رنگ تک نوبت پہنچ جاتی مگر تھوڑی ہی مدت کے بعد ایک دن علانیہ کہا کہ آپ گواہ رہیں کہ آج میں نے سب باتیں چھوڑ دیں - اس کے بعد وہ ہماری محبت میں ایسے محو ہو گئے تھے کہا گر ہم دن کو کہتے کہ ستارے ہیں اور رات

کو کہتے کہ سورج ہے تو وہ کبھی مخالفت کرنے والے نہ تھے ان کو ہمارے ساتھ ایک پورا اتحاد اور پوری موافقت حاصل تھی کسی امر میں ہمارے ساتھ خلاف رائے کرنا وہ کفر سمجھتے تھے''

(البدر ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء)

حضرت مولوی صاحب نے اپنی زندگی میں اس روحانی تغیر کا خود بھی ذکر فرمایا خطبہ جمعہ یکم دسمبر ۱۸۹۹ء میں فرمایا:

''میں روح اور راستی سے شہادت دیتا ہوں اور جس کی فطرت سلیم اور نیک ہے وہ اس کو بدگمانی سے نہ دیکھے گا۔ محض اللہ کے لئے گواہی دیتا ہوں جس کا پاک کلام میرے ہاتھ میں ہے اور جس کے حضور مر کر کھڑا ہونا ہے۔ میں جو ۱۸۹۰ء سے یہاں رہتا ہوں۔ خلوت میں جلوت میں ہر حال میں آدھی آدھی رات تک اپنے امام کی گفتگو سنی ہے میں خوب جانتا ہوں کہ میری روح نے دھوکا نہیں کھایا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ امام کی روح میں خدا کی نصرتیں اس کے ساتھ ہیں۔ خدا کی عزت وجلال کے لئے اس طرح جوش اور غیرت ہے۔ جس طرح سیدنا محمد مصطفی ﷺ اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی روح میں تڑپ تھی۔ میں خدائے ذوالجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پاک ہادیانِ عالم کے جوش اور اس کے جوش میں میں نے کوئی فرق نہیں دیکھا تو ممکن ہے کہ خدا ایسے شخص کو ضائع کرے گا ہرگز نہیں۔ اگر وہ کامیاب نہ ہو۔ تو سمجھو کہ پھر کوئی کامیاب نہیں ہوا۔''

(خطباتِ کریمیہ صفحہ ۳۸)

چہرہ سے اخلاص اور نورانیت: حضرت مولانا عبدالکریم صاحب...... کی حضرت اقدسؑ سے جو سچی محبت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ اس بارہ میں حضرت اقدسؑ نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرمایا:

''مولوی صاحب اس عاجز کے یک رنگ دوست اور مجھ سے ایک سچی اور زندہ محبت رکھتے ہیں اور اپنے اوقات عزیز کا اکثر حصہ انہوں نے تائید دین کے لئے وقف کر رکھا ہے ان کے بیان میں ایک اثر ڈالنے والا جوش ہے۔ اخلاص کی برکت اور نورانیت ان کے چہرہ سے ظاہر ہے۔ میری تعلیم کی اکثر باتوں سے وہ متفق الرائے ہیں مگر میرے خیال میں ہے کہ شاید بعض سے نہیں۔ لیکن اخویم مولوی حکیم نور دین صاحب کے انوار صحبت نے بہت سا نورانی اثر ان کے دل پر ڈالا ہے اور نیچریت کی اکثر خشک باتوں سے وہ بیزار ہوتے جاتے ہیں...... مجھے یقین ہے کہ مولوی صاحب اپنی محبت کے پاک جذبات کی وجہ سے اور بھی ہمرنگی میں ترقی کریں گے......''

(ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۲۳-۵۲۴)

اپنے آقا کے مبارک قدموں میں: حضرت اقدسؑ کی دلی تڑپ تھی کہ حضرت مولوی صاحب دینی کاموں میں معاونت کے لئے تشریف لے آئیں۔ چنانچہ اس بات کا اظہار ایک مکتوب بنام حضرت مولانا نورالدین (خلیفۃ المسیح

الاول ......) میں بھی کیا کہ ''اگر حکیم فضل دین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب بھی تشریف لاویں تو بہت خوب ہوگا''
حضرت مولانا عبدالکریم صاحب ...... کئی کئی ماہ تک قادیان میں قیام تو کرتے تھے مگر حضرت اقدسؑ کے دینی کاموں میں ہاتھ بٹانے کے لئے آپ نے ستمبر ۱۸۹۸ء میں قادیان ہجرت کی اور مستقل اپنے آقا کے مبارک قدموں میں بیٹھ گئے آپ بیان کرتے ہیں:

''۱۸۹۰ء میں مسیح موعود کے دعوے کا اعلان ہوا اور اس سال کے آخر میں حضورؑ نے مجھے خط لکھا کہ میں ازالہ اوہام تصنیف کر رہا ہوں اور بیمار ہوں کاپیاں پڑھنے، پروف دیکھنے خطوط لکھنے کی تکلیف کا متحمل نہیں ہوسکتا جس طرح بن پڑے آجائیں۔ ادھر سے مولوی نورالدین صاحب کا خط آیا کہ حضرت (صاحب) کو تکلیف بہت ہے لدھیانہ جلدی جاؤ۔ اس وقت میں مدرسہ میں مدرس تھا وہاں سے رخصت لے کر لدھیانہ پہنچا اور میں اقرار کرتا ہوں کہ ہنوز دنیا اور ہوائے دنیا سے میرا دل سیر اور نوکری سے قطعاً بیزار نہ ہوا تھا اور جو دس پندرہ روپے ملتے تھے انہیں غنیمت سمجھتا تھا اور عزم تھا کہ اختتام پر پھر اس سلسلہ کو اختیار کروں گا۔ مگر جب میں تین ماہ تک حضرت اقدس کی صحبت میں رہا اور یہ پہلا موقع اتنی دراز صحبت کا ملا میں نہیں جانتا کہ وہ خیال اور وہ آرزو کدھر گئی۔ اس قسم کے خیالات سے میری روح کو صاف کر دیا گیا اور میرا سینہ دھو دیا گیا اور اندر سے آواز آئی کہ تو دنیا کے کام کا نہیں بس پھر کیا تھا تین ماہ کی رخصت کے پورے ہوتے ہوتے یہ سب خیالات جاتے رہے اور پھر نہ واپس نہ استعفا۔ خدا تعالیٰ نے دنیا کی دلدل سے مجھے بالکل نکال دیا۔ اس وقت سے لے کر ۱۸۹۳ء تک مجھ کو چھ چھ مہینے اور برس تک بھی حضرت اقدس کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا اور اب تو ایک سیکنڈ اور طرفۃ العین کے لئے بھی میری روح جدائی گوارا نہیں کرتی اور ایک خوبصورت امید میرے سینہ میں ہے کہ انشاءاللہ میرا جینا میرا مرنا ان ہی پاؤں میں ہوگا اور اگر میں اب یہاں سے چند روز کے لئے کہیں جاتا ہوں تو دل کی آرزو کے خلاف مجبوراً پکڑا جاتا ہوں۔''

(الحکم ۳۱۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء)

حضرت اقدسؑ کے ساتھ محبت اور دین کو مقدم کرنے کی یہ کیفیت تھی کہ آپ ایک لمحہ کے لئے بھی حضورؑ سے جدا نہ ہوتے تھے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب ...... کی شہادت ہے:

''ہمارے مخدوم مولانا عبدالکریم صاحب جو کہ عرصہ قریباً پانچ سال سے حضرت اقدس کے مبارک قدموں میں جاگزیں ہیں۔ ان کو ایک شادی کی تقریب میں شمولیت کے واسطے (ساتھ لے جانے کے واسطے) ایک دو احباب سیالکوٹ سے تشریف لائے تھے مگر خدا تعالیٰ نے جو عشق اور

محبت مولوی صاحب کو حضرت اقدس کے ساتھ عطا کیا ہے وہ ایک پل کے واسطے بھی ان مبارک قدموں سے جدائی کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اس کا اثر یہ ہے کہ جب کوئی احمدی بھائی قادیان آکر پھر رخصت طلب کرتے ہیں تو مولوی صاحب کی ان کو یہی نصیحت ہوتی ہے کہ اس مقامِ واتنی جلدی نہ چھوڑو- دیکھو تمہارے اوقات دنیوی کاروبار میں کس قدر گزرتے ہیں- اگر اس کا ایک عشرِ عشیر بھی تم دین کے واسطے یہاں گزارو تو تم کو پتہ لگے اور آنکھ کھلے کہ یہاں کیا ہے جو ہمیں ایک پل کے واسطے علیحدہ نہیں ہونے دیتا- غرضیکہ مولوی صاحب موصوف نے سیالکوٹ جانے سے انکار کیا........ آخر کار یہ تجویز قرار پائی کہ جن صاحب کی شادی ہے وہ اور لڑکی کی طرف سے اس کا ولی ایک شخص وکیل ہوکر یہاں قادیان میں آجاویں اور یہاں نکاح ہو-'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۴۶-۳۴۷ جدید ایڈیشن)

حضرت اقدس حضرت مولوی صاحب کی اس حالت کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

''ان کو میرے ساتھ نہایت درجہ کی محبت تھی اور وہ اصحاب الصفہ میں سے ہوگئے تھے جن کی تعریف خدا تعالیٰ نے پہلے سے ہی اپنی وحی میں کی تھی'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۶۴۸ جدید ایڈیشن)

حضرت اقدس نے ایک مرتبہ فرمایا:

''ان کے اندر محبت اور اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور بجز اس کے میں سمجھتا ہوں کہ اور کچھ تھا ہی نہیں'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۵۷۰ جدید ایڈیشن)

عاشق صادق: آنحضرت ﷺ اور آپ کے عظیم روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق میں آپ فنا ہو چکے تھے چنانچہ آپ کی کوئی ایسی تقریر نہ تھی جس میں آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر نہ ہو- دین حق کی خدمت کے لئے انہوں نے اپنی ساری استعدادیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی علمی اور عملی جدوجہد میں صرف کر دیں اور ایک اعلیٰ نمونہ قائم کیا- حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں آپ کی بڑی تعریف فرمائی ہے اور آپ کی دینی خدمات اور خوبیوں کا ذکر کیا ہے- حضرت مولوی عبدالکریم صاحب...... کی یاد میں ایک نظم فارسی زبان میں لکھی اور اس میں آپ کی بے لوث دینی خدمات اور ان گنت خوبیوں کا ذکر فرمایا اور اسے ایک لوح پر کندہ کروا کے آپ کے مزار مبارک پر کتبہ لگوایا- اس نظم کے چند اشعار یہ ہیں:-

کے تواں کردن شمار خوبیٔ عبدالکریم　　آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراطِ مستقیم
حامیٔ دین آنکہ یزداں نامِ او لیڈر نہاد　　عارفِ اسرارِ حق گنجینۂ دینِ قویم
صدق ورزید و بصدق کامل و اخلاص خویش　　موردِ رحمت شد اندر درگہِ ربِّ علیم

(یعنی) عبدالکریم کی خوبیاں کیونکر گنی جاسکتی ہیں جس نے شجاعت کے ساتھ صراط مستقیم پر جان دی۔ وہ دین کا حامی تھا۔ اس کا خدا نے لیڈر نام رکھا تھا وہ خدائی اسرار کا عارف تھا اور دین متین کا خزانہ۔ اس نے سچائی کو اختیار کر لیا تھا اور اپنے اخلاص اور صدق کی وجہ سے رب علیم کی درگہ میں رحمت کا مورد بن گیا تھا

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب...... کے اوصاف حمیدہ نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے حضرت اقدس ان کے ان اوصاف کا بارہا مختلف مجالس میں ذکر فرمایا کرتے تھے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

''ان کی عمر ایک معصومیت کے رنگ میں گذری تھی اور دنیا کی عیش کا کوئی حصہ انہوں نے نہیں لیا تھا نوکری بھی انہوں نے اسی واسطے چھوڑ دی تھی کہ اس میں دین کی ہتک ہوتی ہے پچھلے دنوں میں ان کو ایک نوکری دو سو روپے ماہوار کی ملتی تھی مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا خاکسار کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگی گذار دی............'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۶۴۸ جدید ایڈیشن)

حضرت اقدس کے بعض الہامات میں بھی آپ کا ذکر ہے حضور فرماتے ہیں:

''جو الہام الٰہی نازل ہوا تھا کہ دو شہتیر ٹوٹ گئے ان میں سے ایک شہتیر تو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم تھے......'' (بدر ۷ جون ۱۹۰۶ء)

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب پیر منظور محمد صاحب سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑے زلزلہ کے بعد باغ میں مقیم تھے۔ تو ایک دن آپ کو الہام ہوا تھا کہ:

''تین بڑے آدمیوں میں سے ایک کی موت'' (تذکرۃ مجموعہ الہامات رؤیا وکشوف صفحہ ۷۸۹ ایڈیشن سوم)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بعارضہ کاربنکل یعنی سرطان سے بیمار ہوئے اور ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو وفات پا گئے۔ القصہ وہ مجسم اخلاص و وفا اپنے آقا کا ہمرنگ فنافی اللہ وجود تھا۔

○ حضرت حکیم فضل دین صاحب بھیروی ......کا اخلاص وللّٰہی وقف

حضرت حکیم فضل دین بھیروی......کا اخلاص نہایت اعلیٰ درجہ کا تھا۔ آپ تاحین حیات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں نہایت اہم دینی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ ایک زندہ مثال تھے جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ حضرت اقدس نے ازالہ اوہام میں جس محبت سے آپ کا ذکر فرمایا ہے بلاشبہ یہ ان روحانی تاثیرات کا شیریں ثمر ہے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:

''(۲) حبی فی اللہ حکیم فضل دین صاحب بھیروی: حکیم صاحب اخویم مولوی حکیم نوردین صاحب کے

دوستوں میں سے اور ان کے رنگ اخلاق سے رنگین اور بہت با اخلاص آدمی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ ان کو اللہ اور رسول سے سچی محبت ہے اور اسی وجہ سے وہ اس عاجز کو خادم دین دیکھ کر حبّ للہ کی شرط کو بجا لا رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں دین (......) کی حقانیت کے پھیلانے میں اسی عشق کا وافر حصہ ملا ہے جو تقسیم ازلی سے میرے پیارے بھائی مولوی حکیم نور دین صاحب کو دیا گیا ہے۔ وہ اس سلسلہ کے دینی اخراجات کو بنظر غور دیکھ کر ہمیشہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ چندہ کی صورت پر کوئی ان کا احسن انتظام ہو جائے۔ چنانچہ رسالہ فتح اسلام میں جس میں مصارف دینیہ کی پنج شاخوں کا بیان ہے انہیں کی تحریک اور مشورہ سے لکھا گیا تھا۔ ان کی فراست نہایت صحیح ہے وہ بات کی تہ تک پہنچتے ہیں اور ان کا خیال ظنونِ فاسدہ سے مصفّی اور مزکّی ہے۔ رسالہ ازالہ اوہام کے طبع کے ایام میں دو سو روپیہ ان کی طرف سے پہنچا اور ان کے گھر کے آدمی بھی ان کے اس اخلاص سے متاثر ہیں اور وہ بھی اپنے کئی زیورات اس راہ میں محض للہ خرچ کر چکے ہیں حکیم صاحب موصوف نے باوجود ان سب خدمات کے جو ان کی طرف سے ہوتی رہتی ہیں خاص طور پر پنج روپے ماہواری اس سلسلہ کی تائید میں دینا مقرر کیا ہے۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۲۳-۵۲۴)

حضرت حکیم صاحب کے ایک دفعہ عرض کرنے پر کہ ''حکم ہو تو بھیرہ چلا جاؤں'' حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

''......آپ کا یہاں بیٹھنا ہی جہاد ہے'' (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۰۱ جدید ایڈیشن)

(بقیہ از صفحہ ۹) آپ طویل عرصہ الشرکۃ الاسلامیہ، کے مینیجنگ ڈائریکٹر اور فضل عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر رہے۔ ۱۹۸۴ء میں آپ کو اسیر راہ مولا ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ قید کا عرصہ آپ نے بڑی جرات اور ہمت سے گزارا بلکہ آپ کا نمونہ دوسرے احمدی اسیران کے لئے ہمت افزائی کا موجب بنا۔ آپ کی نصف صدی سے زائد عرصہ پر ممتد خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ، ممبران صدر انجمن احمدیہ کے نام اپنے تعزیتی خط میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''محترم چوہدری صاحب انتہائی مخلص، فدائی اور بے لوث خدمت کرنے والے خادم دین تھے۔ جس رنگ میں انہوں نے سلسلہ کی خدمت کی ہے وہ قابل قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور انہیں اجر عظیم عطا فرمائے اور سلسلہ کو ان جیسے مخلص، فدائی خادمِ دین عطا فرمائے۔ آمین۔''

ہم ممبران صدر انجمن احمدیہ اپنے اس مخلص، فدائی رفیق کار کی وفات پر حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز، بیگم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ، آپ کے بیٹوں، بیٹیوں اور دیگر اعزہ واقارب سے تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور دین و دنیا میں ان کا حامی و ناصر ہو اور ہم سب کو سلسلہ کی بے لوث خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (ممبران صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

قربِ الٰہی کی منزل تک پہنچانے کا ذریعہ۔ درود شریف

از: مکرم محمود مجیب اصغر صاحب انجینیئر

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیعت کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
’’تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے‘‘
(آسمانی فیصلہ صفحہ ۴۱ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۱)

بیعت کی ایک اہم شرط: سیدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہؑ نے بیعت کی ایک شرط یہ بھی بیان فرمائی:

’’...... یہ کہ بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنالے گا‘‘ (اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

بیعت کی اس شرط سے واضح ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک سرور کائنات سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کو سلسلہ احمدیہ کے قیام میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

درود شریف کی اہمیت وافادیت: انبیاء علیہم السلام میں سے ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ کو اسوہ حسنہ قرار دیا گیا ہے مگر قرآن کریم کے مطابق خاتم الانبیاء حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل اسوہ حسنہ قرار دیا گیا۔ اب کسی کے اسوہ کو اختیار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ساتھ اشد محبت ہو ورنہ اتباع ممکن ہی نہیں اور آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ثمرہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی مغفرت قرار دیا۔ یہ سارا مضمون قرآن کریم کی سورۃ الممتحنہ آیت ۵، سورۃ الاحزاب آیت ۲۲ اور سورۃ آل عمران آیت ۳۲ میں بیان ہوا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت پیدا کرنے کا گُر یہ سکھایا کہ آپ پر کثرت سے درود وسلام پڑھا جائے (اس سلسلے میں سورۃ الاحزاب آیت ۵۷ ملاحظہ ہو) ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپؐ کے متبعین میں سے جس نے بھی خدا کو پایا آپؐ کے عشق، محبت اور آپ کی اتباع کے ذریعے سے ہی پایا۔

’’حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دفعہ) صحابہ کو حاضر ہونے کا حکم دیا جس پر ہم لوگ حاضر ہو گئے۔ پس آپؐ نے منبر کی پہلی

سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا ''آمین'' اسی طرح دوسری سیڑھی پر چڑھ کر ''آمین'' کہی اور پھر تیسری سیڑھی پر چڑھ کر کہا ''آمین'' اور جب آپؐ (خطبہ سے) فارغ ہو کر منبر سے اترے تو ہم لوگوں نے عرض کیا

یارسول اللہ! آج ہم نے حضورؐ سے ایک ایسی بات سنی ہے جو اس سے پہلے کبھی حضورؐ سے نہیں سنی۔

فرمایا (جب میں منبر پر چڑھنے لگا تو) جبریل میرے سامنے آیا اور اس نے کہا کہ جسے رمضان کا مہینہ ملا اور اسے بخشا نہیں گیا اس کے لئے دُوری ہو۔ جس پر میں نے کہا کہ ''آمین'' اور جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو اس نے کہا جس شخص کے پاس آپ کا ذکر آیا اور اس نے آپؐ پر درود نہ بھیجا اس کے لئے بھی دُوری ہو۔ میں نے کہا ''آمین'' پھر جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو اس نے کہا جس شخص کی موجودگی میں اس کے والدین یا ان میں سے کسی ایک پر بڑھاپا آیا اور اسے (ان کی خدمت کر کے) جنت کا پانا نصیب نہ ہوا اس کے لئے بھی دوری ہو۔ میں نے کہا ''آمین''

(جلاء الافہام بحوالہ مستدرک حاکم از درود شریف صفحہ ۱۷۷ مرتبہ حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب حلالپوری)

چنانچہ اس اہمیت کے مدنظر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود بھیجا کرو۔ تمہارا درود مجھے پہنچ جائے گا۔

(جلاء الافہام بحوالہ معجم کبیر طبرانی از درود شریف صفحہ ۱۷۶)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں اور مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔

(جلاء الافہام صفحہ ۳۰ بحوالہ سنن نسائی از درود شریف صفحہ ۱۷۵)

نور کی نالیاں (Spiritual Circuit): آنحضرت تک درود شریف کا پہنچنا اور انوار نبویہ کے نزول کا ایک عجیب روحانی سرکٹ (Circuit) ہے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ۲۰ فروری ۱۹۰۳ء کے خطبہ میں اس بارے میں بتایا:

''ایک بار میں نے خود حضرت امامؑ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ درود شریف کے طفیل اور اس کی کثرت سے یہ درجے خدا نے مجھے عطا کئے ہیں اور فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے ہیں۔ اور پھر وہاں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر اس کی لاانتہاء نالیاں ہوتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر ایک حقدار کو پہنچتی ہیں اور یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا اور فرمایا درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عرش کو

حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے تا کہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔''

(اخبار الحکم ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء)

معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح موعود کو بذریعہ کشف دکھایا گیا کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درود و سلام پہنچتا ہے اور کس روحانی نظام کے ذریعے حسب استعداد و اخلاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض جاری ہو کر اس شخص تک پہنچتا ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا۔

ترقیات کا زینہ: ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث (قبل از خلافت) بیت ناصر ربوہ میں ۱۹۶۲ء میں سیرت النبیؐ کے جلسہ پر خطاب فرما رہے تھے آپ نے وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (الضحیٰ: ۵) کی تفسیر کر کے ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اللہ تعالیٰ ہر لحہ بڑھا رہا ہے اور ہر اگلی گھڑی آپ کا مقام بلند ہوتا چلا جاتا ہے اور یہی کیفیت آپؐ پر درود بھیجنے والوں اور آپؐ سے محبت کرنے والوں اور آپ کی اتباع کرنے والوں کی ہے۔ اس مجلس میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی بھی تشریف فرما تھے اور حضور نے ان کی مثال دی کہ گو بوڑھے ہو گئے ہیں لیکن ان کا مقام ہر لحہ آنحضرتؐ کی برکت سے خدا تعالیٰ بلند کر رہا ہے۔

تمام مشکلات کا حل: حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے درود شریف کی برکات پر بہت احسن رنگ میں بحث فرمائی ہے آپ کی تحریرات میں سے بطور نمونہ کچھ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

''اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کا درود مومنوں سے الگ حیثیت رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اللہ اور ملائکہ کا درود صفتِ رحمانیت کے افاضہ کے رنگ میں بلا محنت بلا کسی معاوضہ و مبادلہ کے پیش ہوتا ہے لیکن مومنوں کا درود ایک دعا اور روحانی مجاہدہ اور کوشش ہے جس کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور معاوضہ صفت رحیمیت کے افاضہ کے ماتحت فیضان نازل ہوتا ہے۔ اس طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صفت رحمانیت اور صفت رحیمیت دونوں قسموں کے فیضان کا مورد بنایا جاتا ہے ہاں یہ دوسری بات ہے کہ مومن اپنی نسبت اور عرفانی وسعت سے اپنے درود میں اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے درود بلکہ جمیع انبیاء و مومنین کی برکات دعا اور انعامات و دعوات کو بھی شامل کر کے دعا کرے اور اس طرح کی دعا کے وسیع دائرہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استفاضہ کے دائرہ کو وسعت دے اور اپنے درود میں صفتِ رحمانیت اور رحیمیت کے فیوض کو جمع کر کے جامع حیثیت میں پیش کرے......

امت کی یہ دعا جو درود شریف کے الفاظ میں پیش کی گئی ہے اور جو خدا تعالیٰ کے امر اور

ارشاد کے ماتحت مانگی جاتی ہے ایک قبول شدہ دعا ہے اس کی قبولیت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت بھی دی گئی......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس وجود مجسم رحمت ہے اور بنی نوع انسان کی اعلیٰ مقاصد تک رسائی درود شریف کی برکت سے ممکن ہے۔

محبتِ الٰہی اور محبتِ رسولِ مقبولؐ کے غالب آنے کا ذریعہ

''چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کو معراج بھی قرار دیا ہے اور درود شریف نماز کا جزو ہے اس لئے درود شریف معراج کے معنوں میں قرب الٰہی اور وصل الٰہی کی منازل تک پہنچانے کے لئے عجیب ذریعہ ہے۔ چنانچہ بعض روایات میں پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبِ معراج (میں) خدا تعالیٰ کے قرب اور وصل کے لحاظ سے اس مقام اور مرتبہ پر پہنچے جہاں کے لئے فرمایا......خدا کی معیت اور حالتِ وصول کے لحاظ سے مجھے وہ وقت بھی میسر آجاتا ہے کہ میں قرب اور وصلِ الٰہی کے اس بلند تر اور قریب تر مرتبہ پر ہوتا ہوں جہاں نہ کوئی نبی مرسل پہنچ سکتا ہے نہ ہی کسی مَلکِ مقرب کی رسائی ہے۔

بعض روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچے تو آپ نے فرمایا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّيِّبَاتُ کہ ہر قسم کی قومی اور بدنی اور مالی قربانی خدا ہی کے لئے ہے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمایا گیا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ گویا سلام رحمت اور برکات ہر سہ امور خدا تعالیٰ کی طرف سے پیش کئے گئے جب مومن یہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کرتا ہے تو اس وقت یہ فنافی اللہ کی حیثیت میں خدا تعالیٰ کی ظلّیت کی چادر پہن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے پس درود شریف ان معنوں کے لحاظ سے نماز کی اس حقیقت پر بہترین دلالت ہے جو معراج کے معنوں پر اشتمال رکھتی ہے کیونکہ درود شریف سے فنافی الرّسول اور فنافی اللہ اور اللہ اور رسول کی ظلّیت کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔''

(حیاتِ قدسی حصہ پنجم صفحہ ۱۴۱ تا ۱۴۸)

مصائب سے نجات پانے کے لئے الہامی دعا: فرمایا

''جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے اک دعا سکھائی اور وہ یہ ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ'' (تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۸)

خدام سے

اپنی نِگہ کو مثلِ شمشیر پھر بنا دو!
قربانیوں سے راہِ تسخیر پھر بنا دو!

ہاں آنسوؤں سے کر دو تیرہ شبی کو روشن
اشکوں سے اک شعاعِ تنویر پھر بنا دو!

ہو اسماعیل تم بھی اے احمدی جوانو!
خونِ جگر سے مٹی اِکسیر پھر بنا دو!

خوابیدہ قسمتوں کو تم ہو جگانے والے!
بگڑی ہوئی جہاں کی تقدیر پھر بنا دو!

آزاد پھر رہا ہے شیطان مدتوں سے
مردود کو اسیرِ زنجیر پھر بنا دو!

کر دو بلند نالے ہِل جائے عرشِ اعظم
آہ و بکا کو وجہ تبشیر پھر بنا دو!

ہاں کر دو ریزہ ریزہ اصنام فلسفے کے
توحید کی جہاں میں تصویر پھر بنا دو!

عبدالسلام اسلام

قبولیتِ دعا کے ایمان افروز واقعات

از: مکرم عامر شہزاد عادل بنی سررو ڈسندھ

"خدا نے مجھے بار بار یہی فرمایا کہ جو کچھ ہو گا دعا ہی کے ذریعہ ہو گا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے علاوہ کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں" (مسیح موعود)

دعاؤں کے شرف قبولیت پانے کی الہامی اطلاع: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود...... فرماتے ہیں:

''انسان کا فرض یہی ہے کہ کام میں لگا رہے اور ہمت نہ ہارے۔ میں نے کئی دفعہ سنایا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے۔ ایک مرید اپنے پیر کو ملنے کے لئے آیا۔ اور انہیں کے پاس ٹھہر گیا۔ رات کو پیر صاحب دعا کرتے رہے کہ الٰہی فلاں کام ہو جائے۔ آخر آواز آئی یہ کام تو نہیں ہو گا۔ یہ آواز مرید نے بھی سن لی۔ اس پر وہ حیران ہوا کہ اچھے پیر صاحب ہیں ہم تو ان سے دعا کرانے کے لئے آتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں یہ جواب ملتا ہے کہ تمہاری دعا منظور نہیں کی جائے گی۔ خیر وہ چپکا ہو رہا۔ دوسرے دن پھر اسی طرح ہوا کہ پیر صاحب ساری رات دعا کرتے رہے آخر انہیں پھر وہی جواب ملا۔ مرید اور بھی زیادہ حیران ہوا۔ تیسرے دن پھر اسی طرح ہوا۔ آخر مرید نے انہیں کہا۔ تین دن سے آپ کوئی دعا کر رہے ہیں جس کے متعلق الہام ہوتا ہے کہ نہیں سنی جائے گی پھر کیوں آپ دعا کرتے چلے جاتے ہیں۔ پیر صاحب نے کہا نادان! میں تو بیس سال سے یہی دعا کر رہا ہوں اور مجھے یہی الہام ہو رہا ہے مگر میں نہیں گھبرایا اور تو تین دن جواب سن کر گھبرا گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ خدا کا کام قبول کرنا یا نہ کرنا ہے۔ اور میرا کام دعا مانگنا ہے وہ اپنا کام کر رہا ہے اور میں اپنا کام کر رہا ہوں۔ لکھا ہے اس پر معاً الہام ہوا کہ اس عرصہ میں تم نے جتنی دعائیں کیں ہیں سب قبول کی گئیں'' (انوار العلوم جلد ۹ صفحہ ۲۳۴)

قبولیتِ دعا کی خواب میں بشارت: حضرت بابو عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ انبالہ حضرت مسیح موعودؑ کے قدیم رفقاء میں سے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... نے ۱۴ اپریل ۱۹۴۷ء میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

''ان کی زندگی نیکی اور تقویٰ کی ایک مثال تھی۔ ایسے لوگوں کا گذر جانا قوم کے لئے ابتلاء کا موجب ہوتا ہے۔ اور آنے والی نسلوں کا فرض ہوتا ہے کہ ان کی یاد کو اپنے دلوں میں تازہ رکھیں۔ اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں اور ان کے روحانی وجود کو دُنیا میں قائم رکھیں۔'' (الفضل ۲ مئی ۱۹۴۷ء صفحہ ۲)

حضرت بابو صاحب حضرت چوہدری رستم علی صاحب کے ہمراہ ۱۹۰۳ء میں قادیان گئے۔ حضرت اقدس (بیت مبارک) کی چھت پر تشریف فرما تھے۔ حضرت چوہدری صاحب نے بعد مصافحہ آپ کا تعارف کروایا۔ آپ نے حضور کی خدمت میں نذرانہ کے طور پر کچھ رقم پیش کی اور بیعت کی سعادت حاصل کر کے انبالہ آ گئے۔ اور دفعتاً بیمار ہو گئے۔ حتیٰ کہ بخار ۱۰۴ ڈگری تک پہنچ گیا۔ اسی طرح کئی روز گزر گئے اور حالت تشویشناک ہوتی چلی گئی آپ کا بیان ہے کہ:

''چوہدری رستم علی صاحب روزمرہ دریافت حال کے لئے تشریف لاتے اور تسلی دیتے اور فرماتے کہ میں حضرت صاحب کو روز مرّہ دعا کے لئے لکھتا رہتا ہوں ایک روز دن کا وقت تھا مجھے خواب میں معلوم ہوا کہ میری ہمشیرہ مرحومہ کہہ رہی ہیں کہ:

'دعا قبول ہوگئی............اس کے بعد بخار کی حرارت زیادہ سے زیادہ ہوتی گئی اور میں کئی روز تک بے ہوش رہا............چوہدری صاحب مرحوم............صحت کے لئے روز حضرت صاحب کی خدمت میں لکھتے رہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے............ایک مہینے کے اندر بالکل آرام آ گیا۔'''

(اخبار الحکم قادیان ۲۸ جنوری ۱۹۴۰ء)

جہاز سلامت رہے گا: حضرت مفتی محمد صادق......فرماتے ہیں:

''۱۹۱۷ء میں جب کہ جنگ عالمگیر اپنے پورے شباب پر تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی......نے مجھے حکم دیا کہ دعوت الی اللہ کے لئے انگلستان جاؤ۔

'عورتوں نے حضور کی خدمت میں عرض کی حضور سمندری سفر خطرے سے خالی نہیں۔ لوگ گیہوں کی طرح پس رہے ہیں۔ اگر حضرت مفتی صاحب کو ابھی روک لیا جائے تو بہتر ہے۔ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ گیہوں چکی میں پیسنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں۔ مگر اُن میں سے بھی کچھ ادھر رہ جاتے ہیں جو نہیں پستے تو یہ مفتی صاحب بچے ہوئے گیہوں ہیں پسنے والے نہیں۔'

جب ہمارا جہاز بحیرہ روم میں داخل ہوا تو جہاز کے کپتان نے جہاز کے تمام مسافروں کو اوپر ڈیک پر بلایا۔ اور ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ یہ سمندر جس میں ہم داخل ہوئے ہیں۔ جرمن کے سب جہازوں سے بھرا پڑا ہے اور معلوم نہیں کہ کب ہمارا جہاز ان کے نشانے سے ڈوب جائے۔ اگر ایسا ہوا تو جہاز کے ڈوبنے سے پہلے ایک سیٹی بجے گی۔ چنانچہ کپتان نے سیٹی بجا کر سنائی۔ پھر کہا جب یہ سیٹی بجے تو یہ کشتیاں جو جہازوں کے دونوں طرف لٹک رہی ہیں آپ لوگوں کے لئے ہیں۔ پھر اس نے نام بنام کشتیوں کے نمبر بتائے اور سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ ایسے موقع

پر اپنی اپنی کشتیوں میں بیٹھ جائیں- پھر یہ کشتیاں جہاں کہیں آپ کو لے جائیں آپ کی قسمت اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں کر سکتے-

کپتان کے اس لیکچر کو سننے کے بعد میں اپنے کمرے میں آیا- اور اس خطرے سے بچنے کے لئے اللہ کریم سے گڑ گڑا کر دعا کی اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے کمرے میں کھڑا ہوا ہے اور مجھے انگریزی میں کہتا ہے:

'صادق یقین کرو یہ جہاز سلامت پہنچے گا'

اس خوشخبری کو پا کر میں نے تمام مسافروں اور کپتان کو اطلاع دی اور ایسا ہی ہوا- ہمارا جہاز ساحل انگلستان پر سلامتی سے پہنچ گیا کئی جہاز ہمارے سامنے آگے پیچھے دائیں بائیں ڈوبے اور ان جہازوں کی لکڑیاں پانی میں تیرتی ہوئی دیکھیں مگر خدا تعالیٰ نے ہمارا جہاز سلامت پہنچا دیا-'' (صادق بیتی صفحہ ۲۱)

دعائے مستجاب: حضرت مولانا غلام رسول راجیکی...... بیان کرتے ہیں:

''جب میں موضع گولیکی میں اقامت گزیں تھا- تو ان دنوں میں اکثر صوم الوصال کے روزے رکھا کرتا تھا- ایک دن روزے کی وجہ سے مجھے دودھ پینے کی خواہش محسوس ہوئی تو اُسی وقت موضع مذکور کا ایک زمیندار مسمی اللہ دتہ میرے لئے دودھ کا ایک بدھنا لے آیا- اور اسی طرح ہفتہ بھر وہ کسی تحریک کے بغیر ہی میری خدمت کرتا رہا- چونکہ اس سے قبل میری اس شخص سے کوئی شناسائی نہ تھی اس لئے ایک روز میں نے اس سے اس مدارت کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ آپ چونکہ راجیکے والے بزرگوں کی اولاد سے ہیں اور پھر ہر روز آٹھ پہرہ روزہ رکھتے ہیں اس لئے مجھے خیال آیا کہ میں آپ ایسے بزرگوں کی کوئی خدمت کروں- میں نے کہا کہ اگر آج تم اس خدمت گزاری کی اصل وجہ نہیں بیان کرو گے تو میں یہ دودھ ہرگز نہیں پیوں گا- وہ کہنے لگا یہ خدمت تو میں فقط ثواب کے حصول کی غرض سے بجا لا رہا ہوں- مگر ویسے آپ کی دعاؤں کا ضرور حاجتمند ہوں- کیونکہ میرے سات بچے بڑے خوبصورت پیدا ہوئے تھے- مگر ان میں سے ہر ایک سال دو سال کی عمر پا کر فوت ہو گیا- ان بچوں کے متواتر فوت ہو جانے کی وجہ سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ اٹھرا کا مرض ہے مگر بعض کا خیال ہے کہ یہ مصیبت کسی جادو کے نتیجہ میں آئی ہے یا کسی بزرگ کی سوء ادبی کی سزا ہے- اس لئے اب اِس کو ٹلانے کے لئے کسی ایسے کامل فقیر کی ضرورت ہے- جو نوشتہ قسمت کو بدل دے- جب اُس نے لوگوں کی اس قسم کی باتیں سنائیں اور چند دن کے بعد اس کا آخری لڑکا بھی فوت ہو گیا تو وہ پھر میرے آیا اور کہنے لگا آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مجھ گنہگار کو بخشے اور آئندہ ان صدمات سے محفوظ رکھے- میں نے جب اس کی یہ دست

بستہ التجائیں سنیں تو میرا دل اس کی حالت پر پگھل گیا۔ اور میں نے اسے کہا کہ میں انشاء اللہ تمہارے لئے دعا کروں گا اور جب تک میرا مولیٰ کریم تمہارے بارہ میں میری تسلی نہ فرمائے میں انشاء اللہ دُعا کا سلسلہ جاری رکھوں گا۔ چنانچہ اس کے بعد متواتر ایک عرصہ تک جب میں نے اس کے لئے دعا کی۔ تو آخر میرے خیر الراحمین خدا نے مجھے یہ بشارت دی اور مجھے مطمئن فرمایا کہ اب اللہ دتا کا کوئی بچہ بچپن میں فوت نہیں ہوگا۔ چنانچہ میں نے یہ بشارت قبل از وقت اللہ دتا اور بعض دوستوں کو اس وقت سنا دی۔ اور اس کے بعد جیسا کہ مولیٰ کریم نے فرمایا تھا اس کے ہاں دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی جو خدا کے فضل سے بڑے ہوئے اور اب صاحبِ اولاد ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔'' (حیاتِ قدسی حصہ اول صفحہ ۵۹ تا ۶۰)

بارش کا اعجازی نشان: حافظ احسان سکندر صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن لکھتے ہیں کہ:

''ذوگوپن تروسی (ZOUGOUPANTROUSSI) نامی گاؤں میں جب ہمارا وفد دعوت الی اللہ کے لئے پہنچا تو لوگوں نے ہمارا بہت شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کے طفیل ہمیں کوئی تازہ نشان دکھائے تا ہمارے دل مضبوط ہوں۔ انہوں نے ہمارے معلم بشابی محمد صاحب سے کہا کہ تم دعا کرو کہ اللہ ہمیں بارش دے۔ ہم تین ہفتوں سے بارش کے منتظر ہیں اور یہ جُون کا مہینہ ہے ہمیں بارش کی سخت ضرورت ہے اگر دس دن کے اندر بارش ہوگئی تو پھر ہم احمدیت قبول کرلیں گے۔

معلم بشابی محمد صاحب نے اسی وقت ہاتھ اٹھائے اور دُعا کی:

'اے اللہ تو ان کو اپنا عرفان دے اور ان کو آگاہ کردے کہ تو ساری طاقتوں والا قدیر خدا ہے اور اِن لوگوں نے تجھ سے دس دن کے اندر بارش مانگی ہے مگر میں تجھ سے آج ہی مانگتا ہوں نہ کہ کل۔'

دعا کے بعد ہمارا وفد دوپہر کا کھانا کھا رہا تھا کہ آسمان پر ہر طرف بادل ہی بادل امڈ آئے اور بارش شروع ہوگئی۔ اور تین گھنٹے بارش مسلسل جاری رہی۔ اس معجزہ کو دیکھ کر ہم خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز تھے۔ اس نشان کو دیکھ کر امام صاحب ہمارے معلم صاحب کے پاس آئے اور کہا خدا کی قسم آپ لوگ خدا کے بندے ہیں یہ کہہ کر امام صاحب ہر طرف گئے اور لوگوں سے کہا کہ یہ لوگ خدا والے ہیں جو آج اس گاؤں میں آئے ہوئے ہیں اور اسی روز رات ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے فضل سے چار ہزار افراد نے بیعت کرلی۔'' (روزنامہ الفضل سالانہ نمبر ۲۸ دسمبر ۲۰۰۱ء صفحہ ۲۱)

☆ ☆ ☆

گاہے گاہے باز خواں

بلا تبصرہ

دنیا کا ایک جلیل القدر ہیرو

''کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ تمام مہذب دنیا آپ کے وزیر خارجہ کو انتہائی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے؟ تمام دُنیا کی متفقہ رائے ہے کہ ظفر اللہ خاں نے متعدد معاملات میں اپنے ملک کی اس زور، بے لاگ پن، صفائی، سنجیدگی اور معقولیت سے وکالت کی ہے کہ اس نے تمام دنیا کی رائے کو پاکستان کا ہمنوا بنالیا۔ کیا دنیا کے عظیم المرتبت لوگوں نے اس کی عظیم الشان شخصیت، اس کی نورانی بصیرت، اس کی عام فہم منطق اور پُر زور اندازِ بیان اور مقاصد کی سنجیدگی کو خراجِ تحسین ادا نہیں کیا؟ اسلامی ممالک خصوصاً عربی دنیا میں اس کو ہیرو کا درجہ حاصل ہے۔ وہ اقوام متحدہ میں ان کی طرف سے جو لڑائی لڑتا ہے، ان کے بوجھ اپنے سر پر اٹھاتا ہے، اُن کے زخموں پر مرہم رکھتا ہے اور ان کے مقاصد کی اس انداز میں ترجمانی کرتا ہے جس کا نظارہ انہوں نے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ ایسی عظیم شخصیت کی برطرفی کا مطالبہ اگر (مملکت کے) دوستوں کی طرف سے ہے تو یہ امر اُن کی خودکشی کے مترادف ہے اور اگر چھپے دشمنوں کی طرف سے ہے تو غداری کی بدترین مثال ہے۔

چوہدری ظفر اللہ خاں نے اپنی صحت اور دولت کی قربانی دے کر اسلام اور پاکستان کو قابل قدر خدمات انجام دی ہیں اور اس طرح ایثار کا ایک بہترین نمونہ قائم کر دیا ہے۔ لیکن افسوس کہ پانچ سال کی اَن تھک اور بے لوث خدمت اور ملک کے لئے اپنے آپ کو ہمہ تن وقف کر دینے کا بدلہ قوم کی طرف سے اُس کو گالیوں، تہمتوں اور لعنت و ملامت کی شکل میں مل رہا ہے۔ اے احسان فراموشی! تیرا وجود عصبیت کا مرہونِ منت ہے۔

اس ملک کے لوگوں کو غور سے مصری اخبارات کے وہ تبصرے پڑھنے چاہئیں جن میں انہوں نے ہمارے وزیر خارجہ کی عظیم شخصیت کی تعریف میں اپنا سارا زور صرف کر دیا ہے۔ ...... ظفر اللہ ایک عظیم (......)، ایک محبِ وطن پاکستانی اور ایک مثالی پنجابی ہے۔ ایسے موقعہ پر اس کو بدنام کرنا انتہائی کمینگی ہے جب کہ ملک کو اس کی خدمات کی سخت ضرورت ہے۔ اور ہندوستان کے ساتھ اپنے جھگڑوں کے سلسلہ میں مُلک کی نمائندگی کرنے کے لئے سب کی نظریں اُس کی طرف اُٹھتی ہیں۔''

(ترجمہ: ڈیلی سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور۔ ۱۶ جولائی ۱۹۵۶ء)

(از: جناب چوہدری محمد حسن صاحب ایڈووکیٹ جنرل سیکرٹری گجرات مسلم لیگ (ممبر جنرل کونسل)

نتیجہ امتحان سہ ماہی چہارم ۲۰۰۱ء

قیادت تعلیم ۔ مجلس انصار اللہ پاکستان

امتحان سہ ماہی چہارم ۲۰۰۱ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۵۴ ۔ مجالس کے ۳۴۸۲ ۔ انصار نے شرکت کی ۔ درج ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی

اول: مکرم منصور احمد لکھنوی صاحب گلشن اقبال شرقی کراچی

دوم: مکرم عبدالمنان محمود صاحب شاہ کوٹی نارتھ کراچی

سوم: مکرم محمد اصغر عتیق صاحب دارالحمد فیصل آباد

مکرم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب حافظ آباد شہر

خصوصی گریڈ: مندرجہ ذیل انصار نے اس امتحان میں خصوصی گریڈ اے حاصل کر کے نمایاں کامیابی حاصل کی ۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے ۔ آمین

کراچی: مکرم قریشی فصیح الدین احمد صاحب نارتھ کراچی ۔ مکرم یعقوب احمد بٹ صاحب، مکرم محمد سرور صاحب ڈرگ کالونی ۔ مکرم شعیب احمد ہاشمی صاحب، مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب بخاری، مکرم رفیع الدین احمد صاحب گلشن اقبال غربی ۔ مکرم بشیر احمد شاہد صاحب گلشن حدید ملیر ۔ مکرم محمد ابراہیم شاہد صاحب سٹیل ٹاؤن گلشن حدید ۔ مکرم اشفاق حسین صاحب، مکرم حمید الدین احمد صاحب ماڈل کالونی ۔ مکرم چوہدری ناصر احمد گوندل النور ۔ مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب ڈرگ روڈ ۔ مکرم ملک طاہر احمد خاں صاحب محمود آباد ۔ مکرم نعیم احمد صاحب کلفٹن ۔ مکرم مسعود احمد ظفر صاحب عزیز آباد ۔

ربوہ: مکرم مبارک احمد خاں صاحب، مکرم سید بشیر احمد صاحب، مکرم حبیب اللہ شاد صاحب دارالنصر شرقی ۔ مکرم ایم ۔ ایس خالد صاحب دارالرحمت وسطی ۔ مکرم تنویر احمد صاحب، مکرم صدیق احمد صاحب دارالفضل غربی ۔ مکرم عبدالرشید منگلا صاحب، مکرم عبدالسمیع خان صاحب دارالرحمت شرقی ۔ مکرم رانا عبدالغفور صاحب باب الابواب ۔ مکرم بشیر احمد شاہد صاحب دارالصدر غربی حلقہ القمر ۔ مکرم مرزا غلام رسول صاحب دارالبرکات ۔ مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب، مکرم رفیق اللہ خاں صاحب دارالعلوم وسطی ۔ مکرم محمد عبداللہ قریشی ہاشمی صاحب دارالصدر شرقی ۔

لاہور: مکرم محمد سلیم اختر صاحب، مکرم افتخار احمد صاحب سلطان پورہ۔مکرم پروفیسر شیخ عبدالماجد صاحب، مکرم شمس الدین سیال صاحب، مکرم شیخ مامون احمد صاحب بیت الاحد۔مکرم الیاس احمد صاحب جوہر ٹاؤن، مکرم لیفٹیننٹ کرنل (ر) نعیم احمد صدیقی صاحب ڈیفنس۔مکرم میجر (ر) محمد افضل صاحب بیت النور۔مکرم انعام اللہ صاحب، مکرم محمود احمد صاحب چغتائی دارالسلام۔مکرم محمد سعید اشرف صاحب مغل پورہ شالی۔مکرم محمد ظفر اقبال ہاشمی صاحب بیت التوحید۔مکرم چوہدری منور احمد صاحب، مکرم مبشر احمد ناصر صاحب کیولری گراؤنڈ ڈیفنس۔مکرم سید نوید احمد بخاری صاحب سمن آباد۔

فیصل آباد: مکرم محمد اشرف صاحب کاہلوں، مکرم محمد اسلم شاکر صاحب، مکرم مرزا منظور احمد بیگ صاحب، مکرم سید محمد یحیٰی صاحب دارالحمد۔مکرم میاں عبدالحفیظ 10-F ج۔ب تلونڈی ضلع فیصل آباد، مکرم محمد رفیق بھٹی صاحب دارالذکر فیصل آباد۔

اسلام آباد: مکرم ایم لطیف شاہد صاحب اسلام آباد غربی۔مکرم عبدالباری صاحب، مکرم رفیق احمد سعید صاحب اسلام آباد جنوبی، مکرم عبدالمنان فیاض صاحب اسلام آباد شرقی۔مکرم محمد منظور احمد خاں ایاز۔

سیالکوٹ: مکرم جلال الدین شاد صاحب۔مکرم فخر الحق صاحب سیالکوٹ شہر۔مکرم مسعود احمد لون صاحب چونڈہ۔

راولپنڈی: مکرم میاں محمد اسلم شریف صاحب خیابان سرسید سیٹلائٹ ٹاؤن، مکرم میاں عبدالقیوم صاحب چک لالہ سکیم iii۔مکرم میجر (ر) راشد پرویز صاحب پشاور روڈ۔

سرگودھا: مکرم نصیر احمد خالد صاحب سرگودھا شہر۔مکرم ملک عبدالسلام صاحب حلقہ مراد آباد۔

حافظ آباد: مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد جاوید صاحب۔مکرم میاں نذر محمد صاحب۔

کھاریاں: مکرم محمد یعقوب امجد صاحب۔مکرم چوہدری محمد شفیع سلیم صاحب

متفرق: مکرم ممتاز احمد صاحب شیخوپورہ۔مکرم محمود مجیب اصغر صاحب اٹک۔مکرم نعیم احمد طارق صاحب کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ۔مکرم حکیم محمد افضل فاروقی صاحب اوچ شریف ضلع بہاولپور۔مکرم عبدالمجید زاہد صاحب کنری ضلع میر پور خاص سندھ۔مکرم سید کلیم احمد شاہ صاحب ۶-۱۱-ایل ضلع ساہیوال۔مکرم محمد سرور ابڑو صاحب لاڑکانہ شہر۔

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے اور تمام شرکاء امتحان کو علم فضل میں ترقی کرنے اور اپنی رضا کی راہوں پر آگے بڑھنے کی توفیق عطاء کرے۔آمین

(قائدِ تعلیم)

محترم عبدالمنان طاہر صاحب امیر جماعت احمدیہ
وناظم انصاراللہ ضلع مظفر آباد کی یاد میں

جب بھی تیرے شہر آ کر میں نہ تجھ کو پاؤں گا
تیری یادوں کے حسیں احساس سے گھبراؤں گا

مجھ کو بھولے گی نہیں شیریں بیانی آپ کی
اور تقویٰ و توکّل کی کہانی آپ کی

یاد آتی ہے مجھے قرآن خوانی آپ کی
اور داؤدی لحن میں شعر خوانی آپ کی

تیرے جسدِ خاک کو اک قافلہ لے کر چلا
''باغِ احمد'' میں حوالے خاک کے اس نے کیا

تجھ کو تنہا چھوڑ کر سب نے خدا حافظ کہا
تب پیاروں کا وہ سارا قافلہ واپس چلا

تُو پیارا تھا مگر سب سے پیارا ہے خدا
جس نے تجھ کو ہے بلایا جان و دِل اس پر فدا

پیدا ہوتا ہے کہاں ، انسان مرتا ہے کہاں
آج ظاہر ہو گیا قدرت کا یہ رازِ نہاں

خاکِ پنڈی کس قدر اس فخر سے معمور ہے
تیری مٹی کی حفاظت پر ہوئی مامور ہے

اَے خدا اُس کی قبر پر نور کی چادر بچھا
جنتِ فردوس میں ارفع و اعلیٰ گھر بنا

ان کے بچوں کو خدایا خیر و برکت کر عطا
ان کے نقشِ قدم پر تُو فضل سے اپنے چلا

ان کی نسلیں تا قیامت اپنی رحمت سے بڑھا
دُور رکھ ہر ایک شر سے، ہر مصیبت سے بچا

بندۂ منّان تھا وہ اور وہ طاہر بھی تھا
اے خدائے ذوالمِنَن تو بخش اس کی ہر خطا

مکرم ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ صاحب ۔ شاہدرہ

تحریکِ جدید کا سترھواں مطالبہ

''ہماری جماعت کے افراد بیکار نہ رہیں''

اقتباسات مرسلہ: مکرم عبدالرشید غنی صاحب ایڈیشنل وکیل المال

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... تحریک جدید کے سترھویں مطالبہ کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

''تحریکِ جدید کی ہدایتوں میں سے ایک ہدایت یہ بھی تھی کہ ہماری جماعت کے افراد بیکار نہ رہیں ...... یاد رکھو جس قوم میں بیکاری کا مرض ہو وہ نہ دنیا میں عزت حاصل کر سکتی ہے اور نہ دین میں عزت حاصل کر سکتی ہے۔ بیکاری ایک وبا کی طرح ہوتی ہے۔ جس طرح ایک طاعون کا مریض سارے گاؤں والوں کو طاعون میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جس طرح ایک ہیضہ کا مریض سارے گاؤں والوں کو ہیضہ میں مبتلا کر دیتا ہے اسی طرح تم ایک بیکار کو کسی گاؤں میں چھوڑ دو۔ وہ سارے نوجوانوں کو بیکار بنانا شروع کر دے گا......''

''جو شخص بیکار رہتا ہے وہ کئی قسم کی گندی عادتیں سیکھ جاتا ہے۔ مثلاً تم دیکھو گے کہ بیکار آدمی ضرور اس قسم کی کھیلیں کھیلے گا جیسے تاش یا شطرنج وغیرہ ہیں۔ اور جب وہ یہ کھیلیں کھیلنے بیٹھے گا تو چونکہ وہ اکیلا کھیل نہیں سکتا۔ اس لئے وہ لازماً دو چار لڑکوں کو اپنے ساتھ ملانا چاہے گا اور پھر اپنے حلقہ کو اور وسیع کرتا جائے گا ...... وہ بظاہر ایک آوارہ ہوگا۔ مگر درحقیقت وہ مریض ہوگا طاعون کا، وہ مریض ہوگا ہیضے کا، جو نہ صرف خود ہلاک ہوگا بلکہ ہزاروں اور قیمتی جانوں کو بھی ہلاک کرے گا پھر اس سے متاثر ہونے والے متعدی امراض کی طرح اور لوگوں کو متاثر کریں گے۔ اور وہ اور کو۔ یہاں تک کہ ہوتے ہوتے ملک کا کثیر حصہ اس لعنت میں گرفتار ہو جائے گا۔

پس بیکاری ایک ایسا مرض ہے کہ جس علاقہ میں یہ ہو۔ اس کی تباہی کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ...... غرض بیکاروں کی تمام تر کوشش ایسے ہی کاموں کے لئے ہوگی جو نہ ان کے لئے مفید، نہ سلسلہ کے لئے اور نہ مذہب کے لئے، پھر اقتصادی لحاظ سے بھی بیکاری ایک لعنت ہے اور اسے جس قدر جلد ممکن ہو دور کرنا چاہیئے ...... پس میں نے تحریک کی تھی کہ ہماری جماعت کے لوگ بیکار ہیں وہ معمولی سے معمولی مزدوری کریں مگر بیکار نہ رہیں ...... اور جب وہ (بیکار) کام میں مشغول رہے گا تو دوسروں کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ جو بیکار شخص سے پہنچتا ہے۔ بلکہ محنت سے کام کرنے کی وجہ سے اس کے ماں باپ کا روپیہ جو اس پر صرف کرتے تھے ضائع نہیں ہوگا۔ اور محنت سے کام کرنے کی وجہ سے اس سے قوم کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ غرضیکہ وہ اپنی اخلاقی حالت کو بھی درست کرے گا اور اقتصادی حالت کو بھی ...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیکاری کو سب سے بڑی لعنت قرار دیا ہے۔ اور تمہارا فرض ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو اس لعنت سے بچاؤ۔'' (روزنامہ الفضل ۲۵ دسمبر ۱۹۳۵ء)

تحریکِ جدید کے تین پہلو!

''تعلیم وتربیت، دعوت الی اللہ اور دعا!''

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ......فرماتے ہیں:

''غرض احمدیت کی ترقی کے ساتھ (دین) کی ترقی، اور (دین) کی ترقی کے ساتھ دنیا کی ترقی وابستہ ہے اور احمدیت کی ترقی کے لئے دو کام کرنے نہایت ضروری ہیں- ایک تعلیم و تربیت کا اور دوسرا (دعوت الی اللہ) اشاعت کا- ان کے بغیر جماعت نہ پھیل سکتی ہے اور نہ اس کے پھیلنے کا کوئی فائدہ ہے- یعنی (دعوت الی اللہ) کے بغیر جماعت کی ترقی نہیں ہو سکتی- اور صحیح تربیت کے بغیر احمدیت کا پھیلنا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا- فرض کرو احمدی ساری دنیا میں پھیل جائیں مگر مذہبی، سیاسی، اقتصادی، تمدنی اور تعلیمی ماحول وہ رہے جو پہلے تھا- تو ایسی احمدیت کے پھیلنے کا فائدہ کیا- اگر احمدیوں میں وہ روح نہ ہو جو (دین) پیدا کرنا چاہتا ہے- اور ایک ظالم کی بجائے دوسرا ظالم کھڑا ہو گیا تو اس سے، بنی نوع انسان کو کیا فائدہ پہنچے گا-

پس...... (دعوت الی اللہ) اور تعلیم و تربیت دو نہایت ہی اہم کام ہیں- اور انہی دونوں کاموں کو تحریک جدید میں مدنظر رکھا گیا ہے- تعلیم و تربیت کو مدنظر رکھتے ہوئے سادہ غذا، سادہ لباس خود ہاتھ سے کام کرنا- سینما کا ترک، غریبوں کی امداد، بورڈنگ تحریک جدید اور ورثہ وغیرہ کے کام تجویز کئے گئے ہیں اور یہ تمام باتیں ایسی ہیں جن کو کسی وقت بھی ترک نہیں کیا جا سکتا- بعض تو موجودہ صورت میں ہی ہر وقت قابلِ عمل رہیں گی اور انہیں کسی صورت میں بھی چھوڑا نہیں جا سکے گا- لیکن بعض میں حالات کے ماتحت کچھ تبدیلیاں ہو سکتی ہیں- عملی طور پر بعض حصوں کے متعلق مجلس خدام الاحمدیہ جدوجہد کر رہی ہے-...... مجالس خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں کو یاد رکھنا چاہیے- کہ ان کے کام کے اثرات صرف موجودہ زمانہ کے لوگوں تک ہی محدود نہیں رہیں گے بلکہ اگر وہ اس خوش دلی اور اخلاص کے ساتھ کام جاری رکھیں گے تو آئندہ نسلوں تک ان کے نیک اثرات جائیں گے- اور آج صحابہؓ کا ذکر آنے پر بے اختیار رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ' فقرہ زبان سے نکل جاتا ہے اسی طرح ان کا نام لے کر آئندہ آنے والی نسلوں کا دل خوشی سے بھر جائے گا- اور وہ ان کی ترقی مدارج کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں گے- لیکن ضرورت اس بات کی ہے- کہ وہ جس کام کو شروع کریں اسے استقلال سے کرتے چلے جائیں- جو شخص بھی اس جدوجہد میں کھڑا ہو گا وہ گر جائے گا اور سلامت وہی رہے گا جو اپنے قدم کی تیزی میں کمی نہیں آنے دے گا- مجلس خدام الاحمدیہ تحریک جدید کی فوج ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ لوگ زیادہ سے زیادہ اس فوج میں داخل ہوں گے اور اپنی عملی جدوجہد سے ثابت کر دیں گے کہ انہوں نے اپنے فرائض کو سمجھا ہوا ہے- اس کے مقابلہ میں دوسرا پہلو (دعوت الی اللہ) اشاعت کا ہے- اور اس کے لئے وقفِ زندگی، وقفِ رخصت اور دوسرے ممالک میں احمدیوں کے پھیل جانے اور چندہ جمع کرنے کی تحریک کی گئی ہے- چندے کی تحریک گو جماعت کی تعلیم و تربیت کے لحاظ سے بھی ضروری

ہے مگر اس کو زیادہ (دعوت الی اللہ) کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک تحریک اپنی اپنی جگہ نہایت اہم اور ضروری ہے۔ اور میں اپنے اپنے موقعہ پر پھر دوبارہ ان تمام مطالبات کی طرف جماعت کو توجہ دلانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

تیسری چیز جو ان دو مقاصد کے علاوہ ہے اور جو (دعوت الی اللہ) اشاعت اور تعلیم و تربیت کے لئے مد ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ یہ سب کام خدا تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اس لئے اس سے دعائیں کی جائیں کہ وہ ہمیں کامیابی عطا فرما دے۔ اور چونکہ بعض دفعہ انسان اپنے جوش میں اور فتح کے نشہ میں اس امر کو بھول جاتا ہے کہ تمام کامیابی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوئی ہے اور اس کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے کہ یہ فتح شائد میری جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ اس لئے روزوں کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ تا ہماری جماعت کے دوست یہ سمجھیں کہ جو کچھ ہوا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوا ہے اور جو کچھ آئندہ ہوگا وہ بھی اسی کے فضل سے ہوگا۔ تا ایک طرف فتح کے نتیجہ میں جو بعض دفعہ کبر اور غرور پیدا ہو جاتا ہے وہ پیدا نہ ہو۔ اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے احسانات کے متعلق شکر کا جذبہ دل میں موجزن ہو۔ یہ تحریکِ جدید کا مکمل ڈھانچہ ہے۔ جس کا ایک پہلو تعلیم و تربیت ہے دوسرا پہلو (دعوت الی اللہ) و اشاعت اور تیسرا پہلو دعا اور روزے ہیں۔ تا جتنا کام بھی جو اس یقین اور وثوق کے ساتھ ہو کہ یہ خدا کے فضل سے ہوا ہے اور ہم آئندہ کی کامیابیوں کے لئے بھی اسی کی طرف توجہ رکھیں اور اس سے دعا کرتے رہیں کہ ہماری مدد فرما دے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ نومبر ۱۹۳۸ الفضل ۲۴ نومبر ۱۹۳۸ء)

یومِ تحریکِ جدید ۱۲۔ اپریل ۲۰۰۲ء بروز جمعۃ المبارک منایا جائے

امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ مجلسِ مشاورت ۱۹۹۱ء کے فیصلہ کی تعمیل میں سالِ رواں کا پہلا یومِ تحریکِ جدید ۱۲۔ اپریل ۲۰۰۲ء بروز جمعۃ المبارک منایا جائے جس میں احباب جماعت کو مطالبات تحریکِ جدید کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔ اس موقع پر امراء و صدر صاحبان اپنی سہولت اور حالات کے مطابق جلسے منعقد کر کے مطالبات کی اہمیت احبابِ جماعت پر واضح کرنے کا اہتمام فرمائیں۔ خطباتِ جمعہ میں تحریکِ جدید کے مطالبات اور ان کی حکمتِ عملی بیان کی جائے۔ اس دن خصوصیت کے ساتھ تحریکِ جدید کے ذریعہ جماعت پر نازل ہونے والے انعامات و افضالِ الٰہیہ کا احبابِ جماعت کے سامنے ذکر کیا جائے۔ اس دن حسبِ ذیل چند مطالبات تحریکِ جدید پر خصوصی روشنی ڈالی جائے۔ (۱) احباب سادہ زندگی بسر کریں۔ لباس کھانے اور رہائش میں سادگی اختیار کریں۔ (۲) والدین اپنی اولاد کو خدمتِ دین کے لئے وقف کریں۔ (۳) نوجوان اور پنشنر احباب دین کے لئے زندگی وقف کریں۔ (۴) رخصت کے ایام خدمتِ دین کے لئے وقف کریں۔ (۵) اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ (۶) جو لوگ بیکار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا کام جو بھی مل سکے کر لیں۔ (۷) قومی دیانت کا قیام کریں۔ (۸) حسبِ استطاعت مالی قربانی کرنے کی طرف احباب جماعت کی توجہ دلائی جائے۔ (۹) مقاصد تحریکِ جدید کے لئے خاص دعا کریں۔ نوٹ: اگر کسی وجہ سے ۱۲۔ اپریل کو یومِ تحریکِ جدید نہ منایا جا سکتا ہوں تو جماعتی فیصلہ کے تحت اپنی سہولت اور حالات کے مطابق کسی بھی مناسب تاریخ کو ''یومِ تحریکِ جدید'' منایا جائے اور اس کی رپورٹ سے دفتر کو مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قائد تحریکِ جدید مجلس انصار اللہ پاکستان)

تعارف کتاب ''ذکرِ الٰہی'' از حضرت مصلح موعود

از: مکرم فضل احمد شاہد صاحب

۲۸ دسمبر ۱۹۱۶ء کو حضرت مصلح موعود...... نے جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان میں جو تقریر کی وہ ''ذکرِ الٰہی'' کے متعلق ہے۔ یہ خطاب باوجودیکہ آپ کی امامت کے دوسرے سال کا ہے۔ ھدایت کے طالبوں کے لئے آب حیات کا پیغام رکھتا ہے۔ کتابی شکل میں شائع شدہ اس خطاب کی بعض اہم باتیں تحریر کی جاتی ہیں۔ لیکن ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ کتاب کو اول سے آخر تک پڑھ کر اس کے معارف سے اپنے دل و دماغ کو معطر کرے۔

ذکرِ الٰہی کس کو کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی صفات کو سامنے رکھنا اور ان کو زبان سے بار بار یاد کرنا اور ان کا دل سے اقرار کرنا اور اس کی طاقتوں اور قدرتوں کا معائنہ کرنا ذکر اللہ ہے'' (صفحہ۶)

ذکرِ الٰہی کی اہمیت: قرآن کریم میں بڑی کثرت سے ذکرِ الٰہی کی طرف متوجہ کیا گیا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ

''اے میرے بندے اپنے رب کو صبح اور شام یاد کیا کرو'' (الدھر:۲۶)

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس مجلس میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو۔ اس کو چاروں طرف سے ملائکہ گھیر لیتے اور خدا کی رحمت نازل کرتے ہیں۔ اسی طرح رسول کریمؐ فرماتے ہیں اس شخص کی مثال جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ایسی ہی ہے جیسے مردہ اور زندہ کی۔ ایک حدیث میں ذکرِ الٰہی کو جہاد سے بھی بلند قرار دیا گیا اس لئے کہ ذکرِ الٰہی جہاد کی ترغیب دیتا ہے۔

ذکرِ الٰہی کی اقسام: ذکر الٰہی کی چار اقسام ہیں اور یہ چاروں اقسام قرآن سے ثابت ہیں

''(۱) نماز (۲) قرآن کریم کا پڑھنا (۳) اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان تکرار سے۔ اور ان کا اقرار کرنا اور ان کی تفصیل اپنی زبان سے بیان کرنا (۴) جس طرح خدا تعالیٰ کی صفات کو علیحدہ اور گوشے میں بیان کرنا اسی طرح لوگوں میں بھی ان کا اظہار کرنا۔''

ذکرِ الٰہی کے فوائد: حضرت مصلح موعود نے ذکرِ الٰہی کے بارہ فوائد بیان فرمائے۔

''(۱) اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ (۲) ذکر الٰہی سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے (۳) ذکر کرنے والے بندہ کو خدا تعالیٰ اپنا دوست بنا لیتا ہے۔ (۴) اللہ تعالیٰ کا ذکر انسان کو بدیوں سے روکتا ہے۔ (۵) دل مضبوط ہوتا ہے مقابلہ کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ انسان ہارتا نہیں بلکہ مقابلہ میں مضبوطی سے کھڑا رہتا ہے (صفحہ ۵۶) (۶) ذکر کرنے والا انسان اپنے ہر مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے (صفحہ ۵۶) (۷) قیامت کے دن جن سات افراد پر خدا کا سایہ ہوگا ان میں ایک ذکر الٰہی کرنے والا بھی ہے۔ (۸) ذکر کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (۹) ذکر کرنے والے کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (۱۰) عقل تیز ہوتی ہے اور ذاکر پر ایسے ایسے معارف اور نکات کھلتے ہیں کہ وہ خود بھی حیران ہو جاتا ہے۔ (۱۱) تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ (۱۲) ذکر الٰہی کرنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے۔''

تہجد میں اٹھنے کے تیرہ طریق: حضرت مصلح موعود نے تہجد میں اٹھنے کے ۱۳ طریق بیان فرمائے ہیں:

''(۱) عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد کچھ عرصہ ذکرِ الٰہی کیا جائے۔ (۲) عشاء کی نماز کے بعد کسی سے کلام نہ کرے۔ (۳) تازہ وضو کر کے سوئے۔ (۴) سونے لگے تو ذکر کر کے سوئے۔ (۵) تہجد کے لئے اٹھنے کا مصمم ارادہ کرے۔ (۶) وتروں کو عشاء کے ساتھ نہ پڑھے۔ (۷) عشاء کی نماز کے بعد نفل پڑھنے شروع کر دیں اور اتنی دیر تک پڑھیں کہ نماز میں ہی نیند آ جائے'' (صفحہ ۳۴) (۸) جن دنوں زیادہ نیند آئے نرم بستر ہٹا دیا جائے۔ (۹) سونے سے کئی گھنٹے پہلے کھانا کھا لیا جائے۔ (۱۰) جب انسان رات کو سوئے تو ایسی حالت میں نہ ہو کہ جنبی ہو یا اسے کوئی غلاظت لگی ہو۔ (۱۱) بستر پاک وصاف ہو۔ (۱۲) میاں بیوی ایک بستر میں نہ سوئیں۔ (۱۳) سونے سے قبل دیکھنا چاہیے کہ ہمارے دل میں کسی کا کینہ یا بغض تو نہیں۔'' (صفحہ ۳۲ تا ۳۶)

نماز میں توجہ قائم رکھنے کے طریق: آپ نے نماز میں توجہ قائم رکھنے کے بائیس طریق بیان فرمائے۔

''(۱) وضو۔ (۲) بیت الذکر میں نماز ادا کرنا۔ (۳) قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ (۴) اذان۔ (۵) اقامت۔ (۶) صف بندی۔ (۷) نماز پڑھنے کی نیت۔ (۸) نمازِ باجماعت۔ (۹) نماز کی مختلف حالتیں۔ (۱۰) فرائض سے پہلے اور بعد میں سنن کا پڑھنا۔ (۱۱) آہستہ آہستہ لفظوں کو ادا کیا جائے۔ (۱۲) نماز میں اپنی نظر سجدہ کرنے کی جگہ کی طرف رکھی جائے۔ (۱۳) نمازی ارادہ کرے کہ نماز میں کسی خیال کو نہیں آنے دوں گا۔

(بقیہ صفحہ ۴۰ پر)

قیادت صحت جسمانی

ہارٹ اٹیک (Heart Attack) اور اس سے بچاؤ

رپورتاژ: مکرم اثمار-اے- شیخ صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور

مورخہ ۱۶ فروری ۲۰۰۲ء بیت النور میں ایک لیکچر بعنوان ''ہارٹ اٹیک Heart Attack اور اُس سے بچاؤ'' ڈاکٹر سرجن مُبین الحق (جنہوں نے پاکستان میں پہلی ہارٹ سرجری کی تھی-) نے دیا- اس اجلاس میں انصار اور خدام شامل ہوئے- لیکچر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا- بعد میں سامعین نے دل کی بیماریوں اور ان سے بچاؤ کے متعلق سوالات کیے- جن کے جوابات موصوف نے بڑے عام فہم انداز میں دئے- ڈاکٹر صاحب نے ہفتہ میں ایک دن رضا کارانہ طور پر انصار بھائیوں کی دل کی بیماریوں سے متعلق تشخیص نیز ضروری مشورہ جات اور ای- سی- جی- کے لئے اپنی خدمات پیش کیں- زعامت ہذا اس بارے میں ایک مکمل پروگرام تشکیل دے رہی ہے-

ڈاکٹر صاحب کے لیکچر کا خلاصہ: محترم ڈاکٹر صاحب نے بتایا-

۱- بیماری کی صورت میں یہاں تک کہ وہم ہونے کی صورت میں بھی مستند ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہیئے- یہ ہرگز نہیں ہونا چاہیئے- کہ مریض کو فی الوقت گیس یا کوئی اعصابی (Muscular) درد ہو رہی ہے- یا چورن وغیرہ کھا لینے سے افاقہ ہو جائے گا-

۲- دل کی بیماریوں میں ایک عام اور اہم بیماری انجائنا ہے- جس میں مریض کو پہلے بائیں بازو میں چھوٹی انگلی سے لے کر اوپر کندھے تک درد ہوتی ہے- جو بعض دفعہ سینے کے پچھلے حصے یہاں تک کہ جبڑے تک پہنچ جاتی ہے- بعض دفعہ اُلٹیاں بھی شروع ہو جاتی ہیں- جس کی وجہ سے مریض پیٹ کی خرابی کا علاج شروع کر دیتا ہے جو کہ بہت خطرناک ہوتا ہے- فوراً ڈاکٹر سے رجوع کرنا لازم ہے-

۳- بعض دفعہ مریض سینے میں گھٹن اور شدید درد کا اظہار کرتا ہے- اور پسینے میں شرابور ہو جاتا ہے- اس صورت میں ڈاکٹر کا قطعی انتظار نہ کیا جائے بلکہ مریض کو بہت آرام سے اور جھٹکوں سے بچاتے ہوئے فوری طور پر ہسپتال میں پہنچایا جائے- مندرجہ بالا صورتوں سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ انصار اللہ کی عمر میں بھینس اور بکری کا گوشت یا تو بالکل ختم کر دیا جائے یا اس کا استعمال بہت کم کر دیا جائے- صرف مچھلی یا مرغی کا گوشت کھایا جائے- دیسی اور ڈالڈا گھی ہرگز استعمال نہ کیا جائے بلکہ کسی بھی قسم کے بہت ہی کم مقدار میں خوردنی تیل کا استعمال کیا جائے-

۴- نماز کی پابندی ہمارے جسم کے ہر ہر عضو کی روحانی ورزش بھی ہے- اس کی پابندی کی جائے اور (بقیہ صفحہ ۳۰ پر)

۱۳واں آل ربوہ والی بال ٹورنامنٹ

مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کے زیرانتظام ۱۳واں آل ربوہ والی بال ٹورنامنٹ ۲۷ جنوری ۲۰۰۲ء کو دارالرحمت غربی ربوہ کی گراؤنڈ میں شروع ہوا۔ ٹورنامنٹ کا افتتاح مکرم مولانا بشیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن نے افتتاحی خطاب و دعا سے کیا۔ ٹورنامنٹ کے لئے ربوہ کے بلاکس کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ۳ ٹیمیں تشکیل دی گئی تھیں جن کے آپس میں میچز ہوئے۔

ٹیم نمبر۱ علوم الف، ب، یمن اور نصر ٹیم نمبر۲ رحمت الف، ب اور طاہر

ٹیم نمبر۳ صدر الف، ب، اور مضافات

مورخہ ۳۰ جنوری کو ٹیم نمبر ۱ اور ٹیم نمبر۲ کے مابین فائنل میچ کھیلا گیا جو ٹیم نمبر ۱ نے شاندار کھیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے جیت لیا۔ والی بال ٹورنامنٹ کے افتتاحی میچ کے فوراً بعد ٹیم نمبر ۱ کے اچھے کھلاڑی مکرم عبدالسلام صاحب گراؤنڈ میں ہی بے ہوش ہوگئے انہیں فوری طور پر فضل عمر ہسپتال پہنچایا گیا جہاں پہنچتے ہی انہوں نے دم توڑ دیا۔

اختتامی تقریب مورخہ ۳۰ جنوری ۲۰۰۲ء کو بعد نماز عصر منعقد ہوئی اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم ومحترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل نائب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان تھے۔ تقسیم انعامات کے موقع پر تمام اعزاز پانے والے کھلاڑیوں نے اپنے انعامات کی رقم اپنے مرحوم کھلاڑی بھائی کے ورثا کو بطور تحفہ پیش کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ چنانچہ وہ رقم مکرم عبدالسلام صاحب کے بیٹے کو پیش کر دی گئی۔

مہمان خصوصی نے اپنے خطاب میں انصاراللہ مقامی کی اس کوشش کو سراہا کہ انصاراللہ میں کھیل کا یہ شوق اور یہ جذبہ اخوت قابلِ تحسین ہے۔ آخر میں دعا کے ساتھ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

رپورتاژ: مکرم سید طاہر محمود ماجد صاحب منتظم ذہانت وصحت جسمانی

(بقیہ از صفحہ ۳۵) بہت ہی بہتر ہوگا کہ نمازیں باجماعت پیدل جا کر ادا کی جائیں۔

۵- ہر روز کم از کم ۴۵ منٹ سیر یا عمر کے مطابق ہلکی ورزش کی جائے۔ یہ دورانیہ پہلے کم اور آہستہ آہستہ اس کو بڑھاتے ہوئے ۴۵ منٹ تک لے جایا جائے کسی بھی دن سینہ میں درد ہونے کی صورت میں ورزش یا سیر کو فوراً بند کر دیا جائے۔ اور فوری طور پر بیٹھ جایا جائے۔

۶- شوگر اور بلڈ پریشر کا معائنہ کرواتے رہنا چاہئے۔ ان بیماریوں کے ہونے کی صورت میں ان کا مناسب وقت کے بعد لیبارٹری کا معائنہ اور دوائیوں کا استعمال مسلسل ہونا چاہیئے۔ ان ہر دو بیماریوں کا ابھی تک کوئی مکمل علاج سامنے نہیں آیا۔ اس لئے ان کی ادویات ہر وقت ہی استعمال کرنی پڑیں گی۔

اخبار مجالس

مجلس انصار اللہ کریم نگر فیصل آباد کی رپورٹ شجر کاری

رپورٹ: مکرم حافظ محمد اکرم صاحب زعیم اعلیٰ

مورخہ ۲۲ فروری ۲۰۰۲ء کو مجلس انصار اللہ کریم نگر فیصل آباد نے شعبہ ایثار کا ایک پروگرام شجر کاری منایا- اس پروگرام کے مطابق ملت روڈ پر واقع احمدیہ قبرستان میں تین گھنٹے وقار عمل ہوا اور پھلدار، پھولدار اور سایہ دار پودے لگائے- احمدیہ قبرستان بیت الحمد کریم نگر سے تقریباً ۱۰ کلومیٹر کے فاصلے پر برلبِ شارع واقع ہے- اس کی ۷ فٹ چاردیواری ہے جس پر خاردار تار بھی ہے- اس کا گیٹ ٹیلیویژن بوسٹر کے سامنے ہے- دوسری جانب ساندل بار کالج کی خوبصورت عمارت ہے اور سامنے کالج کے سٹاف کی بہت اچھی اور خوبصورت کالونی ہے احمدیہ قبرستان میں جماعت کا ایک کارکن معہ فیملی رہائش پذیر ہے- پانی، بجلی اور ٹیلیفون کا انتظام ہے- احمدیہ قبرستان بہت عمدہ اور درختوں کی وجہ سے خوبصورت نظر آتا ہے-

وقارِ عمل کے روز جمعۃ المبارک تھا ساٹھ انصار. اراکین نے فجر کی نماز بیت الحمد میں ادا کی- قافلے میں تین ایسے بزرگ اراکین تھے جن کی عمریں بالترتیب ۸۵، ۹۰ اور ۱۰۰ سال تھیں بیت الحمد سے یہ قافلہ کاروں اور موٹر سائیکلوں پر دعا کے ساتھ روانہ ہوا- موسم بھی بڑا خوشگوار اور ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی ہوئی- احمدیہ قبرستان میں پہنچ کر ایک اجلاس ہوا جس میں تلاوت اور عہد کے بعد خاکسار نے حضرت مسیح علیہ السلام کی کتاب کشتی نوح سے اقتباس پڑھ کر سنائے جس میں محبت اور اخوت اور ایک دوسرے کو معاف کر دینے کی تعلیم ہے- اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک تقریر جو آپ نے اجتماع انصار اللہ ۱۹۸۲ء کے موقعہ پر فرمائی تھی کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا- بعد ازاں مکرم ڈاکٹر سرجن ولی محمد ساغر صاحب نے درختوں کی اہمیت اور افادیت بیان کی آخر میں دعا ہوئی اور شجر کاری کا کام شروع ہوا- سب سے پہلا محترم شیخ سراج دین صاحب جن کی عمر قریباً سو سال ہے ایک پھلدار پودا لگا کر اس کام کا آغاز کیا بعد ازاں محترم ڈاکٹر فضل کریم صاحب منتظم ایثار اور خاکسار نے پودے لگائے- اس کے بعد جملہ ممبران عاملہ نے ایک ایک پودا پھلدار لگایا اور باقی سب حاضرین نے سایہ دار پودے لگائے- قریباً ایک گھنٹہ تک یہ کام جاری رہا- اس موقعہ پر سب اراکین اور شامل ہونے والوں کی خدمت میں مجلس کی طرف سے ناشتہ پیش کیا گیا- اس کام پر روانگی قافلہ سے لے کر واپسی تک اڑھائی گھنٹے صرف ہوئے شروع کام میں ۳۵ اراکین تھے اور آخر میں یہ تعداد چالیس تک پہنچ گئی شامل ہونے والے کی تفصیل حسب ذیل ہے-

انصار اراکین ۴۰ خدام ۶ اطفال ۳ کل تعداد ۴۹ الحمد اللہ مجلس کا یہ پروگرام ہر لحاظ سے بخیر وخوبی انجام پایا-

☆ ☆ ☆

مجلس انصار اللہ پاکستان کی چوتھی سپورٹس ریلی

مورخہ ۷ تا ۹ مارچ ۲۰۰۲ء

رپورٹ: مکرم پروفیسر قریشی عبدالجلیل صادق صاحب قائد ذہانت وصحت جسمانی

الحمدللہ انصار اللہ پاکستان کے تحت چوتھی آل پاکستان سپورٹس ریلی کا کامیاب انعقاد مورخہ ۷ تا ۹ مارچ ۲۰۰۲ء کو ہوا۔ ۱۹۹۹ء میں صرف بیڈمنٹن سے شروع ہونے والی یہ ریلی اب ٹیبل ٹینس اور والی بال کو شامل کر کے آئندہ مزید کھیلوں کو اپنے اندر شامل کرنے والی ہے۔

مورخہ ۷ مارچ ۲۰۰۲ء بروز جمعرات ۳:۱۵ بجے ایوانِ محمود کے ہال میں چوتھی آل پاکستان سپورٹس ریلی کی افتتاحی تقریب ہوئی۔ جس کے مہمان خصوصی مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان تھے۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم قریشی عبدالجلیل صادق صاحب منتظم اعلیٰ سپورٹس ریلی (قائد ذہانت وصحت جسمانی) نے رپورٹس پیش کی جس میں انہوں نے بتایا کہ ۱۹۹۹ء میں اس پروگرام کا آغاز کیا گیا اور صرف بیڈمنٹن ٹورنامنٹ کروایا گیا جس میں ۳۰ کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ اگلے سال اس میں ٹیبل ٹینس کا اضافہ کر دیا گیا اور ۴۲ کھلاڑی شامل ہوئے۔ گزشتہ سال ۱۳۔ اضلاع کے ۱۸۶ انصار نے شرکت کی امسال الحمدللہ اس میں والی بال کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ اور محض خدا کے فضل سے افتتاح کے وقت تک ڈیڑھ صد سے زائد انصار کھلاڑی اپنی رجسٹریشن کروا چکے ہیں۔ رپورٹ کے بعد مکرم صدر مجلس نے افتتاحی خطاب کیا اور فرمایا کہ آل پاکستان ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی یہ روایت تھی کہ آپ افتتاح گذشتہ سال کے چیمپئن سے کرواتے تھے۔ اسی روایت کو زندہ رکھتے ہوئے میں گذشتہ سال کے چیمپئن مکرم ڈاکٹر ملک طارق حبیب صاحب کو بلاتا ہوں کہ وہ آکر ریلی کے افتتاح کا اعلان کریں۔ چنانچہ ملک طارق صاحب سٹیج پر آئے اور افتتاح کا اعلان کیا۔ اس کے بعد مکرم صدر مجلس نے دعا کروائی اور پھر حاضرین کی تواضع مشروبات و ماکولات سے کی گئی۔

اس ٹورنامنٹ کو کامیاب بنانے کے لئے ایک انتظامیہ تشکیل دی گئی جس نے اپنے نائبین ومعاونین کے ہمراہ احسن رنگ میں خدمات کی توفیق پائی۔ انتظامیہ کے اسماء یہ ہیں:-

انتظامیہ آل پاکستان سپورٹس ریلی: منتظم اعلیٰ: مکرم عبدالجلیل صادق صاحب۔ ایڈیشنل منتظم اعلیٰ: مکرم محمد

اسلم شاد منگلا صاحب۔منتظم رابطہ: مکرم عطاء الرحمٰن محمود صاحب۔سیکرٹری سپورٹس ریلی: مکرم شمیم پرویز صاحب۔انچارج بیڈمنٹن: مکرم سید مبشر محمود صاحب۔ انچارج ٹیبل ٹینس: مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب۔ انچارج والی بال: مکرم خالد محمود سدھو صاحب۔منتظم رجسٹریشن و اشاعت: مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب۔ منتظم رہائش و طعام: مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب۔ ایڈیشنل منتظم رہائش وطعام: مکرم عبدالحلیم سحر صاحب منتظم طبی امداد: مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب۔منتظم ہال و سٹیج: مکرم قمر احمد کوثر صاحب۔منتظم نظم وضبط: مکرم خالد وحید صاحب۔منتظم انعامات: مکرم مبارک احمد طاہر صاحب۔منتظم دفتر: مکرم منظور احمد صاحب۔ٹیکنیکل واپیل کمیٹی: صدر مکرم شمیم پرویز صاحب۔ممبران: مکرم چودھری محمد حسین واہلہ صاحب، مکرم راجہ سعید احمد صاحب، مکرم شیخ کریم الدین صاحب، مکرم ڈاکٹر طارق حبیب صاحب، مکرم ڈاکٹر ناصر احمد جاوید صاحب، مکرم پیر افتخار الدین صاحب، مکرم عبدالرشید سماٹری صاحب۔

ٹیبل ٹینس اور بیڈمنٹن کے مقابلہ جات ایوانِ محمود ہال میں منعقد ہوئے۔ جب کہ والی بال کے لئے عقب خلافت لائبریری کی گراؤنڈ مخصوص کی گئی تھی۔ صف اول اور صف دوم کے علیحدہ علیحدہ مقابلہ جات ہوئے جب کہ والی بال کے لئے ایک ہی معیار تھا۔ میچز کے انتظام اور مسائل کے بروقت حل کے لئے ٹیکنیکل واپیل کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا تھا جس نے بڑی محنت اور توجہ کے ساتھ یہ ٹورنامنٹ کروایا اور شکایات کا ازالہ کیا۔ٹورنامنٹ کے موقع پر کھلاڑیوں کی رہائش وطعام کا انتظام انصار اللہ گیسٹ ہاؤس میں کیا گیا تھا۔ رات گئے تک میچز جاری رہتے رہے کیونکہ کھلاڑیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی جسکی وجہ سے میچز کی تعداد سینکڑوں تک جا پہنچی۔

مورخہ ۹ مارچ ۲۰۰۲ء بروز ہفتہ ایوانِ محمود کے ہال میں ریلی کی اختتامی تقریب ہوئی۔ اس کے مہمانِ خصوصی مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی تھے۔ اختتامی تقریب کے موقع پر ٹیبل ٹینس ڈبل صف دوم کا فائنل میچ کھیلا گیا جو کہ ربوہ اور کراچی کی ٹیموں کے درمیان ہوا۔ جسے ربوہ کی ٹیم نے جیت لیا۔ اس کے بعد بیڈمنٹن صف دوم سنگل کا فائنل مکرم ڈاکٹر ملک طارق حبیب صاحب اور قمر اللہ شاہین صاحب حافظ آباد کے درمیان کھیلا گیا۔ جو کہ مکرم ملک طارق حبیب صاحب نے جیت لیا۔

اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عہد اور نظم کے بعد منتظم اعلیٰ سپورٹس ریلی نے رپورٹ پیش کی کہ الحمدللہ امسال یہ ریلی بہت کامیاب رہی اور گذشتہ سال ۱۳۔ اضلاع کے ۱۸۶ انصار بھائیوں نے شرکت کی تھی جب کہ امسال الحمد للہ ثم الحمد للہ ۲۱۔ اضلاع کے ۱۹۴ انصار اس ریلی میں شامل ہوئے۔ والی بال کی ۶ ٹیموں نے ۹ میچز کھیلے جب کہ ٹیبل ٹینس ڈبل اور سنگل کے ۱۵۲۔ میچز اور بیڈمنٹن سنگل وڈبل کے ۲۸۲ میچز منعقد ہوئے یوں ریلی میں تینوں کھیلوں کے کل ۴۴۳ میچز کا انعقاد ہوا۔

تینوں کھیلوں میں بہترین کھلاڑی کا اعزاز درج ذیل کو حاصل ہوا۔ بیڈمنٹن کے بہترین کھلاڑی صف میں اول مکرم





شیخ کریم الدین صاحب آف بہاولنگر۔ بیڈمنٹن صف دوم میں مکرم ملک طارق حبیب صاحب آف لاہور۔ٹیبل ٹینس کے بہترین کھلاڑی صف اول میں مکرم منصور احمد صاحب آف کراچی۔ٹیبل ٹینس صف دوم میں مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب آف ربوہ۔ اور والی بال میں مکرم عبدالمجید صاحب آف ربوہ۔

آخر میں مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب نے اعزاز پانے والے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کئے اور پھر مختصر خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ الحمدللہ کہ یہ ریلی کامیاب رہی اور اس میں دیہاتی مجالس کی شرکت کی حوصلہ افزائی کے لئے رسہ کشی، کلائی پکڑنے اور پیدل چلنے کے مقابلے بھی شامل کئے جائیں تو مناسب ہوگا۔ پیدل چلنے کے مقابلے میں بڑی عمر کے انصار بھی حصہ لے سکیں گے۔ دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا جس میں کھلاڑیوں کے علاوہ مہمانوں نے بھی شرکت کی۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد انصار اللہ کے لان میں جملہ حاضرین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

(بقیہ از صفحہ ۴۴)

(۱۴) اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِین کا تکرار کیا جائے۔ (۱۵) جب کھڑے ہوں تو یہ نیت کریں کہ رکوع تک کوئی خیال نہیں آنے دیں گے اور جب رکوع میں جائیں تو کہیں کہ کھڑے ہونے تک کوئی خیال نہ آنے دیں گے۔ اسی طرح ہر اقامت کے وقت نئی نیت کرلیا کریں (صفحہ ۴۸) (۱۶) خیالات کا خوب مقابلہ کیا جائے۔ (۱۷) جب گھر میں نوافل پڑھے جائیں تو اس قدر اونچی آواز سے قرات پڑھنی چاہیئے کہ آواز کانوں تک پہنچتی رہے۔ (۱۸) نماز پڑھتے وقت حرکات سے بچنا چاہیئے۔ (۱۹) قیام اور رکوع اور سجدہ کی حالت میں چستی کی شکل رکھنی چاہیئے۔ (۲۰) اگر کسی رکعت میں کوئی خیال پیدا ہو تو جب یہ معلوم ہو تو اسی جگہ سے پھر پڑھنا شروع کرے۔ (۲۱) لغو خیالات سے دماغ کو روک کر اعلیٰ اور مفید خیالات پر لگانا چاہیئے۔ (۲۲) خدا تعالیٰ کی اس طرح عبادت کی جائے کہ گویا بندہ خدا کو دیکھ رہا ہے یا کم از کم یہ خیال ہو کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔'' (صفحہ ۵۲)

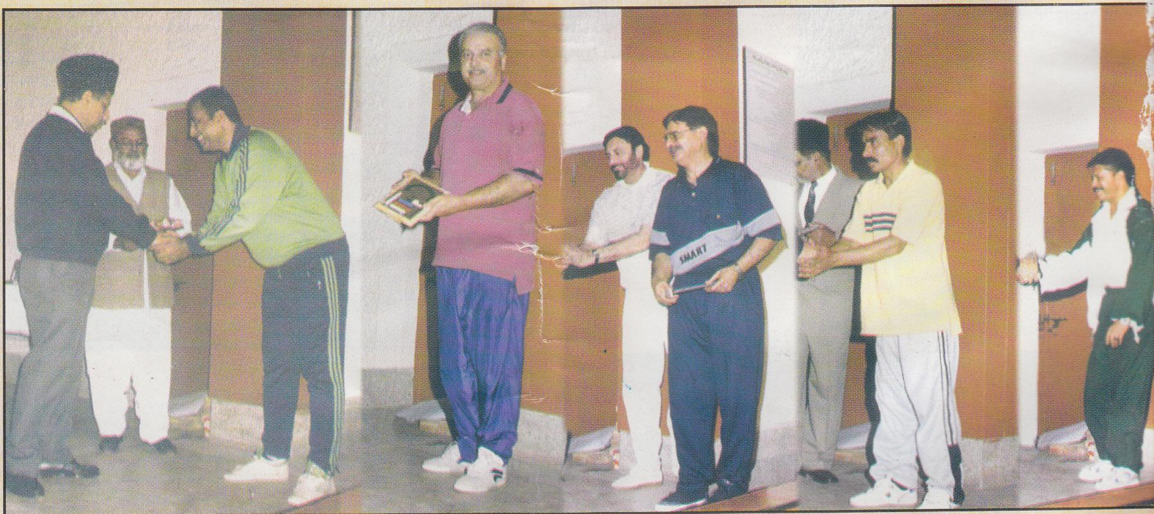
حضرت مصلح موعود ان طریقوں کے بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

''یہ طریق جو محض خدا تعالیٰ کے احسان اور فضل سے میں نے آپ لوگوں کو بتائے ہیں ان کو معمولی نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ ان کو پورے طور پر عمل میں لاؤ اور یاد رکھو کہ اگر عمل میں لاؤ گے تو بہت برکت پاؤ گے'' (صفحہ ۵۲)

☆ ☆ ☆

سپورٹس ریلی میں ٹیبل ٹینس بیڈمنٹن اور والی بال میں انعام پانے والے کھلاڑی





بلا ترتیب: مکرم پیر افتخار الدین صاحب، مکرم پیر انصار الدین صاحب راولپنڈی، مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب، مکرم محمد انور صابر صاحب ربوہ
مکرم شیخ کریم الدین صاحب بہاولنگر، مکرم ڈاکٹر طارق حبیب ملک صاحب لاہور، مکرم قمر اللہ شاہین صاحب حافظ آباد
مکرم تبسم مقصود ملک صاحب لاہور، مکرم عبد الرشید صاحب سماٹری کراچی

Monthly

April 2002

ANSARULLAH

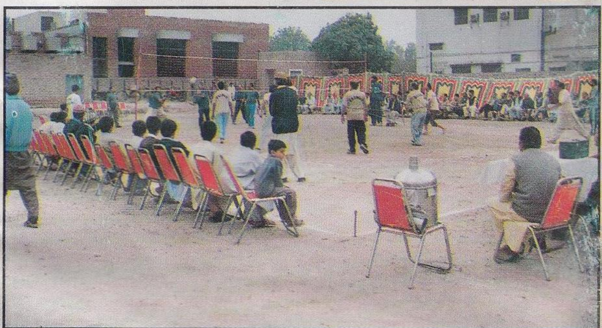
Ph: 04524-212982

EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. # : CPL - 92

مجلس انصار اللہ کی چوتھی آل پاکستان سپورٹس ریلی کے چند مناظر





والی بال میچ کا ایک منظر





ٹیبل ٹینس کا ایک منظر